عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۶ | ۸تا۱۵ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۸تا۱۵رجنوری ۲۰۱۷ء | شمارہ:۲

قبولِ اسلام پر قدغن کا بل

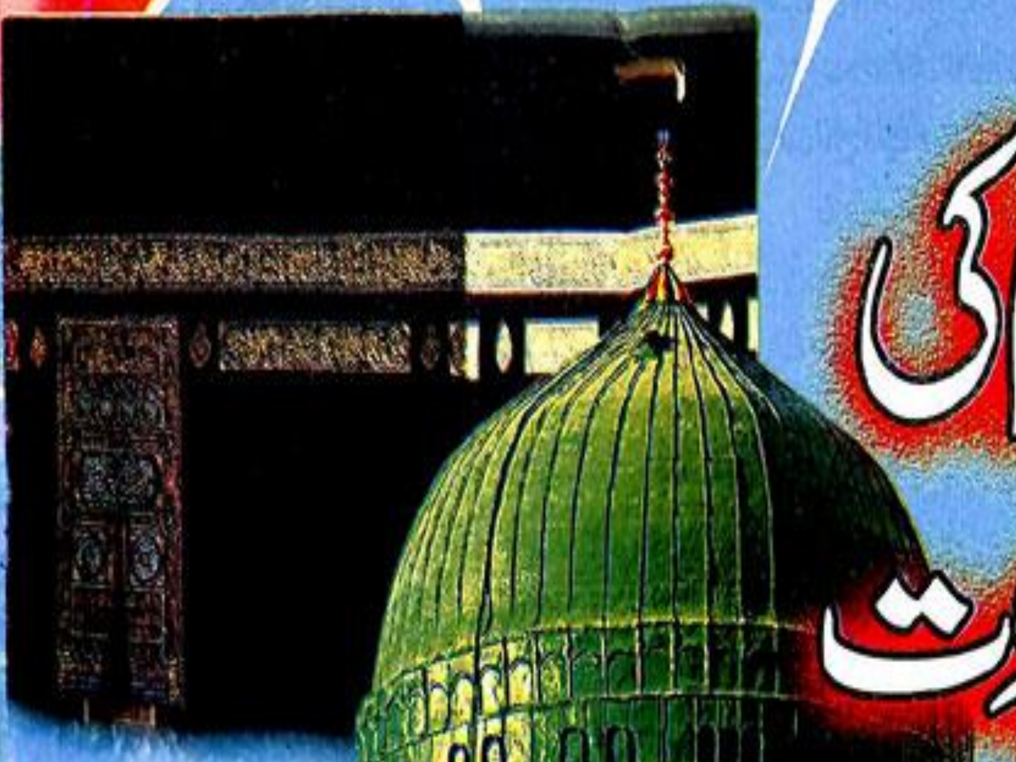

اسلام کی عالمگیر دعوت

قدرت کا انمول تحفہ

صحت اور مرض

دو قسطیں

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

دنیا سے مقروض جانے پر سخت وعید ہے

س:……ایک شخص کا انتقال ہوگیا اور اس کے ذمہ لوگوں کا قرض تھا، یہ بات مرحوم کے بیٹے بھی جانتے ہیں تو کیا قرض خواہ اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ مرحوم کی اولاد سے کرسکتا ہے؟ اگر مرحوم کی اولاد قرض ادا نہ کرے تو متوفی مقروض کا آخرت کے لحاظ سے کیا حال ہوگا؟ اور ایسی اولاد کا کیا حکم ہے؟

ج:……قرض دینے والے کے پاس اگر قرض دینے کا کوئی شرعی ثبوت ہے یا میت کی اولاد کو علم ہو کہ اس قدر قرض لیا تھا ان کے والد مرحوم نے تو پھر مرحوم کی اولاد کے ذمہ فرض ہے کہ وہ ترکہ کی تقسیم سے پہلے قرض خواہوں کا قرض ادا کریں، اس کے بعد اگر مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں سے اس کو نافذ کریں، اس کے بعد جو مال باقی بچے اور اس کو شرعی حصوں کے مطابق ورثاء تقسیم کریں۔ اس سے پہلے وہ ترکہ کو تقسیم کرنے کے حقدار نہیں ہوں گے اور اگر وہ قرض ادا نہ کریں تو عنداللہ ظالم و غاصب شمار ہوں گے اور قیامت کے دن مقبول نیکیوں کی صورت میں ان سے وصول کیا جائے گا اور مظلوم کو اس کا حق دیا جائے گا اور اگر مرحوم نے کچھ مال ہی نہ چھوڑا ہو تو پھر ورثاء کے ذمہ اس کے قرض کا ادا کرنا ضروری نہیں، لیکن اپنے والد کی آخرت کی فکر کرتے ہوئے اس کا قرض ادا کردیں تو بہتر ہوگا اور بہت اجر و ثواب کا باعث ہوگا، کیونکہ دنیا سے مقروض جانے پر بہت سخت وعید بیان ہوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھایا کرتے تھے، جب تک کہ کوئی ان کے قرض کی ادائیگی کا ذمہ نہیں لے لیتا تھا۔

سفر میں مغرب وعشاء ایک ساتھ پڑھنا

س:……عمرے کے سفر کے دوران مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے بس والے مغرب کے وقت نماز کے لئے روکتے ہیں اور مسجد میں جماعت ہوتی ہے، اس کے فوراً بعد ہی عشاء کی جماعت بھی کھڑی ہوجاتی ہے۔ یعنی مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھ لیتے ہیں اور ڈرائیور دوبارہ بس نہیں روکتا اور کہتا ہے کہ ابھی پڑھ لو۔ کیا اس طرح مغرب وعشاء کو ایک ساتھ ملاکر پڑھنا صحیح ہے؟ جب کہ ہمارے کئی پاکستانی اس طرح نماز پڑھ لیتے ہیں؟ ان لوگوں کی نماز ہوگئی یا دوبارہ پڑھنی ہوگی؟

ج:…… عشاء کی نماز اس کا وقت شروع ہوجانے کے بعد ہی فرض ہوگی، اگر وقت داخل ہونے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھ لی تو وہ نماز ادا نہیں ہوئی، اس لئے اس نماز کو دوبارہ لوٹانا ضروری ہوگا۔ کیونکہ نماز وقت مقررہ پر ہی فرض ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ان الصلٰوۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً“ (سورۂ بقرہ) ہاں! سفر کے دوران اس طرح کرنا صحیح ہے کہ مغرب کی نماز کو اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور جیسے ہی عشاء کا وقت داخل ہو تو اول وقت میں اسے بھی پڑھ لیا جائے، اس طرح بظاہر تو یہ دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھی گئی ہیں، مگر حقیقت میں یہ اپنے اپنے وقت کے اندر ادا ہوئیں یہ جمع صوری کہلاتی ہے اور سفر کے دوران اس طرح کرنا درست ہے۔

پہلی رکعت میں ثنا بھولنے والا کیا کرے؟

س:……اگر پہلی رکعت میں ثنا پڑھنا بھول جائیں اور سورۂ فاتحہ سے شروع کردیں تو کیا سجدہ سہو کرنا ہوگا؟

ج:……ثنا پڑھنا نماز میں واجب نہیں ہے، اگر ایسی کوئی چیز چھوٹ جائے جو نماز میں واجب ہے تو ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ثنا نہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوا۔ نماز ادا ہوگئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ — ۸ تا ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۱۷ء — شمارہ:۲

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسلام مخالف اقدامات واپس لئے جائیں!	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اسلام کی عالمگیر دعوت	۸	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
قبول اسلام پر قدغن کا بل	۱۰	مولانا محمد ازہر مدظلہ
صحت ومرض..... دو نعمتیں	۱۲	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
معتمد اور غیر معتمد تفاسیر....(۷)	۱۶	مولانا فضل محمد مدظلہ
اولاد: قدرت کا انمول تحفہ	۱۹	مفتی محمد نعیم، جامعہ بنوریہ
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ
مرزا قادیانی کا تعارف وکردار (۱۹)	۲۵	حافظ عبیداللہ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بـــیـــاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیزالرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیث قدسیہ

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

ذکرِ الٰہی

حدیث قدسی ۲: دوسری روایت میں یوں آیا ہے، اللہ تعالیٰ کے چلنے پھرنے والے فرشتوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جن کا اور کچھ کام سوائے اس کے نہیں کہ وہ ذکرِ الٰہی کی مجالس کو تلاش کرتا پھرتا ہے اور جب کوئی مجلس ان کو ذکر کی مل جاتی ہے تو اس مجلس والوں کے ساتھ مل کر بیٹھنا شروع کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ ان فرشتوں کی جگہ سے آسمان تک جو خلا ہے اس کو اپنے پروں سے بھر دیتے ہیں پھر جب مجلس ختم ہو جاتی ہے اور لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمانوں پر چڑھ جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے دریافت کرتا ہے (حالانکہ وہ بندوں کے حال سے بہت زیادہ باخبر ہے) فرشتو! تم کہاں سے آئے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین پر تیری پاکی، تیری بڑائی، تیری توحید اور تیری حمد بیان کر رہے تھے اور تجھ سے کچھ مانگ رہے تھے اور سوال کر رہے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے مجھ سے کیا مانگ رہے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: آپ سے جنت مانگ رہے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے: کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: ''اے پروردگار! نہیں دیکھا'' ارشاد ہوتا ہے، اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟

پھر فرشتے عرض کرتے ہیں اور تجھ سے پناہ بھی چاہتے تھے ارشاد ہوتا ہے مجھ سے کس چیز کی پناہ طلب کرتے تھے فرشتے عرض کرتے ہیں: الٰہی! تیری آگ سے۔ ارشاد ہوتا ہے: کیا انہوں نے میری آگ کا معائنہ کیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اے رب نہیں آگ کو دیکھا تو نہیں، ارشاد ہوتا ہے: اگر آگ کو دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہو؟

پھر فرشتے عرض کرتے ہیں: الٰہی! تجھ سے بخشش بھی طلب کر رہے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے: میں نے ان کی مغفرت کر دی، جو چیز مانگ رہے تھے وہ ان کو دے دی اور جس چیز سے پناہ مانگتے تھے اس سے ان کو پناہ دے دی، فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اعلان کو سن کر فرشتے عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! ان لوگوں میں فلاں بندہ بھی تھا جو بڑا خطا کار ہے وہ تو راستہ سے گزر رہا تھا ان کو بیٹھا دیکھ کر وہ بھی بیٹھ گیا، ارشاد ہوتا ہے میں نے اس کی بھی مغفرت کر دی، جن لوگوں میں وہ آ کر بیٹھ گیا تھا یہ ایسی جماعت ہے کہ ان کے پاس بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا ہے۔ (مسلم)

مسائل غسل

س:...... حقیقی ناپاک لوگوں کو پاک ہونے کے لئے غسل کا حکم دیا گیا ہے، اس غسل میں شرعی اعتبار سے کون کون سی چیزیں لازم اور ضروری ہیں؟

ج:...... حقیقی ناپاک لوگوں پر شریعت نے غسل ضروری قرار دیا ہے اور اس غسل میں تین باتیں لازمی قرار دی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱:... منہ بھر کر کلی کرنا: یعنی منہ میں اتنا پانی بھر لینا کہ مزید کی گنجائش باقی نہ ہے اور پورے منہ میں اچھی طرح پانی بھر جائے، جس کا ایک جز وغرارہ (پانی منہ میں بھر کر منہ اوپر کی طرف کر کے حلق سے سانس باہر نکالنے کو غرارہ کہتے ہیں) بھی ہے۔ البتہ روزے کی حالت میں غسل کرتے ہوئے غرارہ نہ کرے اور منہ میں پانی بھرتے ہوئے اس بات کی بھی احتیاط رکھے کہ پانی کا کوئی قطرہ حلق سے نیچے نہ اتر جائے۔

۲:... ناک کے نرم حصے تک پانی چڑھانا: یعنی ہاتھ میں پانی لیتے ہوئے ناک کے قریب لے جا کر دائیں بائیں نتھنوں سے سانس اندر کی طرف معمولی کھینچنا تاکہ ناک کے نرم حصے تک پانی پہنچے (ناک کا نرم حصہ اس جگہ تک کہلاتا ہے، جہاں سے ناک کی ہڈی شروع ہوتی ہے) البتہ روزے کی حالت میں ناک میں اس طرح پانی چڑھانے کی بھی ممانعت ہے، اس لئے کہ سانس کھینچنے کی صورت میں پانی زیادہ اوپر چڑھ گیا تو روزے کے ٹوٹنے کا یقینی خدشہ پیدا ہو سکتا ہے۔

۳:... پورے بدن پر ایک مرتبہ پانی بہانا: یعنی اس طرح پانی بہانا کہ سر کے بال سے لے کر پاؤں کے ناخن تک کے تمام ظاہری اعضاء میں کوئی بھی جگہ بال کے برابر بھی خشک نہ رہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا تین ضرورتوں کو پورا کرنے کے ساتھ ان کی تکمیل کی غرض سے ہی بعض مزید احتیاطیں بھی ضروری ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

☆...... بدن کے کسی حصے پر ایسی کوئی چیز لگی ہو جو خود اپنا جسم رکھتی ہو تو اس کا جسم سے دور کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اگر وہ پانی سے نہ دھل سکتی ہو تو اس کے علاوہ جن چیزوں سے ہٹایا جانا ممکن ہو ان چیزوں کا استعمال لازمی ہے۔

☆...... منہ کے اندر دانتوں کے درمیانی جگہ میں اگر کوئی چیز اٹک گئی ہو یا پھنس گئی ہو تو ممکنہ صورتوں سے ان کا نکالنا بھی ضروری ہے۔

☆...... ناک کے نرم حصوں میں ناک کے سوکھے ہوئے ریزوں کو (جن کو ناک کے چوہے بھی کہا جاتا ہے) ان جگہوں سے ہٹانا بھی ضروری ہے۔

نماز

عملی و شرعی نماز کا پہلا اور بنیادی رکن

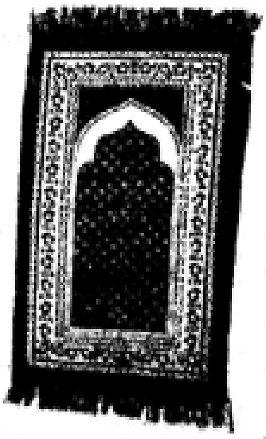

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

اسلام مخالف اقدامات واپس لئے جائیں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ رب العزت نے نبوت کے سلسلہ کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے کرکے اس کا اختتام رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر فرمایا۔ دیگر اسلامی عقائد کی طرح عقیدۂ ختم نبوت کو مانے بغیر بھی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ قومی اسمبلی نے طویل غوروخوض کے بعد مرزا غلام قادیانی کو اس کے دعوی نبوت اور دیگر بے شمار کفریہ عقائد کے باعث بمع اس کے پیروکاروں کے خارج از اسلام قرار دیا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ کو قادیانی گروہ نے تسلیم نہ کرکے آئین پاکستان سے بغاوت کا ارتکاب کیا۔ چناب نگر میں قادیانیوں نے سول کورٹ سے سپریم کورٹ تک طرز کی اپنی عدالتیں قائم کرکے اسٹیٹ انڈر اسٹیٹ کی کیفیت بنا رکھی ہے۔ گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ وہ اپنی رٹ قائم کرتی۔ قادیانیوں کی قانون شکنی اور بغاوت کو کچلتی۔ انہیں آئین کا پابند بنایا جاتا۔ ان کی نام نہاد عدالتوں کو بند کیا جاتا۔ مگر اس کے برعکس ہوا یہ کہ: اسلام آباد میں پاکستان کے ایک ادارۂ فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام پر منسوب کیے جانے کا وزیراعظم نے حکم فرمایا۔ حالانکہ اس ادارہ کے بانی معروف مسلمان سائنسدان ڈاکٹر ریاض الدین تھے۔ تین چار دہائیوں کے بعد ختم نبوت اور ملک کے قانون کے باغی کا یہ اعزاز کئی خدشات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ملک بھر کے اداروں کی طرح قادیانی تعلیمی اداروں کو بھی قومی تحویل میں لیا۔ اب ان اداروں کو واپس کرنے کے لئے قادیانیوں کی دائر کردہ رٹ پر ہائیکورٹ میں صوبائی محکمہ تعلیم نے اپنی رضامندی ظاہر کرکے قادیانیوں کو ادارے واپس کرنے کی راہ ہموار کی۔ یوں یہ ادارے قادیانیوں کو واپس دے کر پھر عقیدۂ ختم نبوت کی بغاوت اور قادیانی کفریات کی تعلیم کا حکومت خود اہتمام کررہی ہے۔ چناب نگر، سی ٹی ڈی نے چھاپہ مار کر قابل اعتراض وخلاف قانون قادیانی لٹریچر تحویل میں لیا اور چند قادیانی ملزمان کو گرفتار کیا۔ اس پر ’’The Nation‘‘ کی رپورٹ کے مطابق امریکی حکومت نے احتجاج کیا۔ ملک بھر کے مدارس اور مراکز پر چھاپے پڑے۔ کسی پر امریکی حکومت نے احتجاج نہیں کیا۔ مگر قادیانیوں کے مسئلہ پر وہ میدان میں آگئے۔ اس پر حکومت پاکستان نے اپنی طرف سے ان کے احتجاج کو مسترد نہیں کیا کہ تم ہمارے داخلی مسائل میں مداخلت کیوں کرتے ہو۔

’’دوالمیال‘‘ میں قادیانیوں نے ۱۲ ربیع الاول کے جلوس پر فائرنگ کرکے جلوس میں اشتعال پھیلایا۔ اپنے کارندے بھیج کر جلوس کو مشتعل کیا۔ ایک

مسلمان کو قادیانی اٹھا کر لے گئے اور پھر اس کو قتل کر کے لاش پھینک دی۔ اسی طرح عامر الرحمٰن قادیانی ایڈووکیٹ کو پہلے جج بنایا جا رہا تھا۔ وکلاء نے احتجاج کیا تو اسے ڈپٹی اٹارنی جنرل بنا دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر وسیم کوثر قادیانی کو سینئر ایڈوائزر وفاقی محتسب بنا دیا گیا ہے۔ محکمہ تعلیم پنجاب نے اسلامیات کی سیٹیں پر کرنے کے لئے درخواستیں طلب کیں۔ اس میں قادیانیوں پر قدغن نہ لگائی کہ وہ درخواستیں نہ دیں۔ کیونکہ وہ غیر مسلم ہیں اور اسلامیات وہ نہیں پڑھا سکتے۔ جب پنجاب اسمبلی میں جماعت اسلامی کے رہنما اور ممبر جناب وسیم اختر صاحب نے پوائنٹ اٹھایا تو قائد حزب اختلاف پنجاب اسمبلی جناب محمود الرشید صاحب نے تائید کی اور پھر احتجاجی بائیکاٹ کیا تو پنجاب کے مشیر تعلیم نے پنجاب اسمبلی میں اعلان کیا کہ قادیانی اسلامیات نہیں پڑھا سکتے۔ ہم نوٹیفکیشن جاری کریں گے۔ وعدہ اور وہ بھی اسمبلی میں کرنے کے باوجود نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا۔ یہ سب بلاوجہ نہیں۔ پاکستان کو قادیانی اشتعال اور بدامنی کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ راہداری کے منصوبہ کو ناکام بنانے کے لئے حکومت میں گھسے ہوئے قادیانی بیوروکریٹ ایک خطرناک کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔

صدر مملکت اور وزیر اعظم پاکستان سے درخواست ہے کہ (نمبر:1) قادیانی عبدالسلام کے نام پر فزکس کے ادارہ کے نام رکھنے کا آرڈر واپس لیا جائے۔ (نمبر:2) قادیانیوں کو تعلیمی ادارے سپرد نہ کیے جائیں۔ (نمبر:3) امریکی حکومت کو پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت سے باز رکھا جائے۔ (نمبر:4) قادیانیوں کی قانون سے بغاوت کا نوٹس لے کر ان کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے۔ حکومت سندھ نے اسلام قبول کرنے کے لئے عمر کی پابندی کا خلاف اسلام بل اسمبلی میں منظور کر کے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں جیسے اسلام کو دیس سے نکالا جا رہا ہو۔ صوبائی حکومت پنجاب و سندھ و مرکز کے یہ اسلام مخالف اقدامات بلاوجہ نہیں بلکہ کئی بڑے طوفان و امتحان کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔ الامان والحفیظ۔

جنید جمشید شہیدؒ کی یاد میں

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

جنید جمشید شہیدؒ اپنے دوستوں اور ماحول سے رخصت ہو کر اللہ رب العزت کے حضور پیش ہو چکے ہیں، مگر ان کی یاد اور تذکرہ کسی نہ کسی حوالہ سے مسلسل چل رہا ہے۔ طیارہ کے حادثہ میں جاں بحق ہونے والے شہداء کا غم قومی سطح پر منایا گیا ہے، وہ سب ہمارا قیمتی سرمایہ تھے اور ان سب کے لیے پوری قوم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاگو ہے کہ اللہ رب العزت ان کے ساتھ کرم کا معاملہ فرمائیں اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

جنید جمشید مرحوم کی جدائی کا غم جس طرح ہر طبقہ اور ہر سطح پر محسوس کیا گیا ہے اس کا رنگ ہی جدا ہے۔ دراصل یہ جنید جمشید نامی ایک شخص کو خراج عقیدت نہیں ہے بلکہ اس کردار اور طرز عمل کی پذیرائی ہے جس کے باعث جنید جمشید نے لاکھوں مداحوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ اس کردار اور طرز عمل کو مختصر الفاظ میں بیان کیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ عیش و عشرت ترک کر کے اپنے خالق و مالک کی طرف رجوع، اس رجوع کے لیے خود آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی دعوت دینے اور مخلوق خدا کو خدا کے دروازے پر واپس لانے کا عمل ہے۔ انسان کی فطرت سلیمہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی عیش و عشرت میں جس قدر بھی آگے بڑھ جائے اس کے دل کے اندر کہیں نہ کہیں وہ تار موجود ہوتا ہے جسے اگر بروقت اور سلیقے سے چھیڑ دیا جائے تو انسان کا ضمیر بیدار ہوتا ہے اور اسے اپنے خالق و مالک کی طرف واپس لوٹنے کے لیے آمادہ کر لیتا ہے۔

جنید جمشیدؒ نے ایک مقبول گلوکار سے دین کے ایک فکرمند داعی کے مقام کی طرف جو سفر کیا اسے دیکھ کر امت کے عظیم علمی و روحانی بزرگ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو اتباع تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ حضرت امام بخاریؒ کے استاذ گرامی اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مایۂ ناز

شاگرد تھے اور علمی دنیا میں انہیں ”امیر المومنین فی الحدیث“ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ان کے بارے میں تاریخ کے صفحات یہ بتاتے ہیں کہ نوجوانی کے دور میں وہ موسیقی اور ناچ گانے کی محفلوں کے دلدادہ تھے،ان کے شب وروز اپنے جیسے دوستوں کے ہمراہ اسی قسم کی سرگرمیوں میں گزرتے تھے،اور بے تکلف دوستوں کا یہ طائفہ اکثر اوقات ناچ گانے کے ماحول میں مگن رہتا تھا۔عبداللہ بن مبارکؒ بتاتے ہیں کہ ایک روز کسی باغ میں اسی طرح کی محفل بپا تھی اور وہ دوستوں کے ساتھ خاصی دیر تک ان مشاغل میں مگن رہنے کے بعد سو گئے۔خواب میں انہوں نے دیکھا کہ باغ کے ایک درخت پر خوبصورت سی چڑیا بیٹھی ہے اور مترنم آواز میں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ رہی ہے:”الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ“ ... کہ کیا ابھی ایمان والوں پر وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے نازل کردہ احکام کی طرف جھک جائیں؟...جب ان کی آنکھ کھلی تو ان کی زبان پر اس جملہ کا تکرار تھا کہ وہ وقت آگیا ہے،وہ وقت آگیا ہے۔

اس پر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دین اور علم دین کی طرف آگئے اور پھر انہوں نے علم،روحانیت اور جہاد کے محاذوں پر وہ خدمات سرانجام دیں کہ انہیں اتباع تابعین کے پورے طبقے کا امام کہا جاتا ہے اور ”امیر المومنین فی الحدیث“ کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔انہوں نے امام ابوحنیفہؒ،امام مالکؒ اور امام سفیان ثوریؒ کی مجلس اختیار کی اور علم حدیث کے بڑے ائمہ میں شمار ہونے لگے۔رقص وسرود کی محفلوں کا رسیا شخص علم حدیث کے ماحول میں ایسا گم ہوا کہ ایک دن کسی دوست نے پوچھ لیا کہ آپ اس تنہائی سے بور نہیں ہوتے؟ جواب دیا کہ میں تنہا کب ہوتا ہوں،میں تو ہر وقت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے ماحول میں ہوتا ہوں اور میری گفتگو حضرت ابوہریرہؓ،حضرت عبداللہ بن مسعودؓ،حضرت عبداللہ بن عمرؓ،حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ جیسے بزرگوں سے ہر وقت ہوتی رہتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا دور تو بہت پرانا ہے ہم نے حال ہی میں حق کی طرف رجوع کرنے والی ایک اور شخصیت کو دیکھا ہے جسے دنیا ”یوسف اسلام“ کے نام سے جانتی ہے۔وہ پاپ سنگر تھے اور موسیقی کی دنیا میں بڑا نام رکھتے تھے مگر جونہی اسلام قبول کیا ذہن وقلب کا رخ دین کی خدمت اور دعوت کے میدان کی طرف پھر گیا۔میری ان سے پہلی ملاقات ڈیوزبری برطانیہ کے تبلیغی مرکز میں ایک بڑے تبلیغی اجتماع کے دوران ہوئی تھی۔جبکہ بعد میں ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا مفتی محمد عیسیٰ منصوری کے ہمراہ میں نے لندن میں یوسف کے اسلامک سکول کا وزٹ بھی کیا۔وہ دین کی دعوت اور تعلیم دونوں میدانوں میں مسلسل سرگرم عمل رہتے ہیں اور برطانیہ میں مقیم مسلمانوں کی نئی نسل کو دین اور دینی اقدار کے ساتھ وابستہ رکھنا ان کا سب سے بڑا مشن بن گیا ہے۔

جنید جمشید اسی صف کے لوگوں میں سے تھے،جب زندگی کا رخ بدلا تو حمد ونعت کے ساتھ ساتھ دعوت دین کی محنت ان کا اوڑھنا بچھونا بن گئی،حتیٰ کہ اپنے آخری سفر میں چترال کے تبلیغی مرکز میں اسی خدمت کو سرانجام دینے کے بعد وہ اس طیارے پر سوار ہوگئے جو ان کے لیے اپنے رب کی بارگاہ میں حضوری کا پروانہ ثابت ہوا۔جنید جمشید کی جدائی پر وسیع پیمانے پر محسوس کیا جانے والا یہ غم دراصل ہمارے اس قومی اور معاشرتی جذبہ واحساس کا عکاس ہے کہ اپنے اللہ کی طرف رجوع،عیش وعشرت کے ماحول سے واپسی،اور آخرت کی تیاری کے لیے ہر مسلمان کے دل میں تڑپ کسی نہ کسی درجہ میں ضرور موجود ہے جسے بے ثبات دنیا کی رنگا رنگ آسائشوں نے گھیر رکھا ہے۔اسے صرف صحیح راہنمائی اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے،یہ کام اگر سلیقے سے کیا جا سکے تو جنید جمشید کا غم محسوس کرنے والے لاکھوں افراد خود بھی جنید جمشید بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ طیارے کے حادثہ کے تمام شہداء کو جنید جمشید شہید سمیت جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اور ان کے پسماندگان کو صبر وحوصلہ کے ساتھ اس صدمہ سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق سے نوازیں،آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اسلام کی عالمگیر دعوت

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

یہ دُنیا دارُ العمل ہے۔ اس میں اِنسان کو اسی لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اُپنے رَب اور خالق کی عبادت کرے اور اس کی مرضی اور اَحکام کے مطابق اُپنی زندگی گزارے۔

چناں چہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عبادت کا طریقہ سکھانے اور اُپنی مرضیات اور نامرضیات کا علم اور اُن کو فلاح و بہبود کا راستہ بتلانے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا اور اُن پر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے اور اُن کو حکم دیا کہ وہ اللہ کے بندوں کو اس کی ہدایت کی طرف دعوت دیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اُپنے زمانوں میں اُپنی اُمت کو دعوت دی اور اُپنے قول وعمل سے اُن کو اُپنے رَب کی عبادت کرنے کا طریقہ سکھایا، اُنہیں کامیابی کے اُصول بتلائے، خود بندوں کے ایک دُوسرے پر جو حقوق ہیں اُن کی تعلیم دی اور اُن کے ذریعہ اُن کے آپس کے جھگڑوں میں فیصلہ فرمایا۔

اِرشادِ باری ہے:

"كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ". (البقرۃ:۲۱۳)

ترجمہ: "سب لوگ اِبتداءً ایک ہی دین پر تھے (پھر اُن میں باہم اِختلاف پیدا ہوا) تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا، خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ سچی کتاب بھی نازل فرمائی تاکہ لوگوں کے مابین ان باتوں میں فیصلہ کریں جن میں وہ اختلاف کریں۔"

اور چوں کہ ہر پیغمبر کی بعثت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے، اس لیے ہر پیغمبر نے اپنی دعوت میں اپنی اُمت کو یہ جملہ فرمایا:

"فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ". (الشعراء:۱۶۳)

اَنبیاء کرام علیہم السلام نے اُپنے اُپنے زمانوں میں اُپنی اُمت کو دعوت دی اور اُپنے قول وعمل سے اُن کو اُپنے رَب کی عبادت کرنے کا طریقہ سکھایا، اُنہیں کامیابی کے اُصول بتلائے، خود بندوں کے ایک دُوسرے پر جو حقوق ہیں اُن کی تعلیم دی اور اُن کے ذریعہ اُن کے آپس کے جھگڑوں میں فیصلہ فرمایا

ترجمہ: "پس تم اللہ سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت اختیار کرو۔"

ہر پیغمبر نے اپنی اُمت کو توحید کی دعوت دی اور ان کا تعلق اپنے خالق حقیقی سے جوڑا، انہیں نیک اعمال اور نیک اخلاق کی تعلیم دی اور معاشرے کی اِصلاح کی طرف پوری پوری توجہ دی، ان میں نیکیوں کو پھیلایا اور ان کے اچھے نتائج کی خوش خبری دی اور انہیں برے اعمال سے روکا اور ان کے برے نتائج سے انہیں آگاہ کیا۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت اپنی اپنی قوم، قبیلے اور شہر تک محدود تھی، چناں چہ حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

"وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا". (الاعراف:۶۵)

ترجمہ: "اور ہم نے قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔"

حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

"وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا". (الاعراف:۷۳)

ترجمہ: "اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔"

حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

"وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا". (الاعراف:۸۵)

ترجمہ: "اور ہم نے اہلِ مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔"

اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا گیا اور انہوں نے اپنی قوم کو آسمانی ہدایت کی طرف دعوت دی۔

ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عالمگیر

دعوت دے کر بھیجا۔ جو کسی خاص قوم یا ملک کے لیے نہ تھی، بلکہ اقوامِ عالم اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے تھی، اس عالمگیر دعوت کو قرآن کریم نے مختلف انداز میں پیش فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی عمومیت کو اس طرح بیان فرمایا:

"قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ِالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ." (الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ: "آپ کہہ دیجیے اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف، جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں، کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اس کے سوا، وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمّی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔"

سورۃ بقرۃ میں تمام انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ." (البقرۃ:۲۱)

ترجمہ: "اے لوگو! بندگی کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

اسی طرح قرآن کریم نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو اس عالمگیر دعوت کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا." (النساء:۴۷)

ترجمہ: "اے اہل کتاب! ایمان لاؤ اس کتاب پر جو ہم نے نازل کی (یعنی قرآن کریم) تصدیق کرتی ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے۔"

اسی طرح قرآن کریم میں بیسیوں آیات ایسی ہیں جن میں اسلام کی عالمگیر دعوت کو بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ اب قیامت تک تمام

اسلام ایک عالمگیر دعوت ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عربوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے زمانے کے ملوکِ عالم کو اس کی دعوت دی اور فارس، روم، مصر وغیرہ کے بادشاہوں کے پاس اپنے نمائندے بھیجے اور ان کو اسلام کی طرف دعوت دی

انسانوں کے لیے یہی راہِ نجات ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ." (آل عمران:۸۵)

ترجمہ: "اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔"

چوں کہ اسلام ایک عالمگیر دعوت ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عربوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے زمانے کے ملوکِ عالم کو اس کی دعوت دی اور فارس، روم، مصر وغیرہ کے بادشاہوں کے پاس اپنے نمائندے بھیجے اور ان کو اسلام کی طرف دعوت دی۔

چوں کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا، اس لیے اس عالمگیر دعوت کا فریضہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر ڈالا گیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ." (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: "تم سب اُمتوں سے بہتر ہو جو بھیجی گئی عالم میں، حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔"

لہٰذا یہ اُمت کسی خاص قوم و نسب یا مخصوص ملک و اقلیم میں محصور نہیں بلکہ اس کا دائرۂ عمل سارے عالم اسلام کو انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے گویا اس کا وجود ہی اس لیے ہے کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اور جہاں تک ممکن ہو انہیں جنت کے دروازوں پر لا کھڑا کرے۔

آج قرآن کریم کی یہ آیات اُمت محمدیہ سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ وہ اپنے اس فریضہ کو بجا لائیں اور دین اسلام پر خود عمل کریں اور اس کی دعوت کو اقوام عالم تک پہنچائیں اور انہیں کفر و ضلالت کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی اور اجالے میں لائیں ورنہ قیامت کے دن پوری اُمت اس کوتاہی کا جواب دینا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور پوری اُمت کو دعوت کے فرض کو بجالانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

☆☆..........☆☆

قبولِ اسلام پر قدغن کا بل

مولانا محمد ازہر مدظلہ

سندھ اسمبلی نے جمعرات ۲۳ نومبر ۲۰۱۶ء کو اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے نام پر جو بل متفقہ طور پر منظور کیا ہے، اس کے خلاف ملک کے طول وعرض میں نہایت شدت سے صدائے احتجاج بلند کی گئی ہے۔ دینی حلقوں نے اسے متفقہ طور پر قرآن وسنت کے منافی قرار دیا ہے جب کہ سینئر وکلاء اور قانون دانوں نے اسے غیر آئینی اور مضحکہ خیز قرار دیا ہے۔

''کرمنل لاء پروٹیکشن مینارٹی بل'' پیپلز پارٹی کے اقلیتی رکن کھٹول اور پیر پگاڑا کے سیاسی مرید نندکمار نے پیش کیا۔ پیپلز پارٹی نے سندھ اسمبلی میں اپنی اکثریت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے صرف سات منٹ میں یہ بل متفقہ طور پر منظور کروالیا۔

افسوس اور حیرت اس بات پر ہے کہ اسمبلی میں مسلم (ن) اور پی ٹی آئی کے آٹھ دس ارکان بھی موجود تھے جن سے توقع تھی کہ وہ کتاب وسنت اور آئین پاکستان سے متصادم اس بل کے خلاف کوئی احتجاج ریکارڈ کروائیں گے مگر حیرت انگیز طور پر ان ارکانِ اسمبلی نے بھی قبولِ اسلام پر قدغن کے اس بل پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے یہ ثبوت فراہم کیا کہ: ''سیاسی اختلافات اپنی جگہ، اسلام کے خلاف ہم سب ایک ہیں'' اس بل کی دو شقیں نہایت شرمناک اور خطرناک ہیں۔

نمبر ایک: بل کے مطابق سندھ کا کوئی بھی شہری، جس کی عمر ۱۸ برس سے کم ہے اپنا مذہب تبدیل نہیں کرسکتا۔

نمبر دو: ۱۸ برس سے زائد عمر والا شخص بھی اپنا مذہب تبدیل کرنے کے بعد ۲۱ روز تک اس کا اعلان نہیں کرسکتا، اسے ایک محفوظ مقام "Safe House" میں سوچ بچار کا موقع فراہم کیا جائے گا، اس عرصے میں اسے مختلف مذاہب کی کتب بھی پڑھنے کے لئے دی جائیں گی۔

قرآن وسنت سے واجبی واقفیت رکھنے والا مسلمان بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ دونوں شقیں اسلام کے خلاف ہیں۔ شریعت کے مطابق کسی بھی عمر کے مرد وعورت پر اسلام قبول کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ اسی طرح ۲۱ روز تک قبولِ اسلام کے اعلان پر پابندی لگانا بھی غیر شرعی ہے۔ جب کسی غیر مسلم نے اسلام قبول کرلیا تو خود بخود اس کا اعلان ہوگیا، اعلان پر پابندی چہ معنی دارد؟

اسلام کی رُو سے اگر کوئی سمجھدار بچہ جو دین ومذہب کو سمجھتا ہے، اسلام لے آئے تو اس کا اسلام قابل قبول ہے (جس کی واضح مثال حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں، جنہوں نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے قبول اسلام کی توثیق فرمائی

اس بل کی انہی غیر اسلامی شقوں کی وجہ سے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے اسلامیانِ پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے اسے بجا طور پر قانونِ شریعت اسلامیہ اور عدل وانصاف کے تقاضوں کی پامالی کے مترادف قرار دیا ہے۔

حضرت نے اپنے ایک تحریری بیان میں (جسے ملک کے مؤقر روزنامہ اسلام نے شایانِ شان شائع کرکے دینی غیرت وحمیت اور حق شناسی کا ثبوت دیا) فرمایا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قانون اس کے تمام مضمرات پر غور کئے بغیر محض غیر مسلموں کو خوش کرنے کے لئے منظور کیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ درست ہے کہ قرآن کی رُو سے کسی کو زبردستی مسلمان بنانا ہرگز جائز نہیں، لیکن دوسری طرف برضا ورغبت اسلام قبول کرنے پر پابندی لگا کر کسی دوسرے مذہب پر باقی رکھنے کے لئے مجبور کرنا بدترین زبردستی ہے، جس کا نہ شریعت میں کوئی جواز ہے نہ عدل وانصاف کی رُو سے اس کی کوئی گنجائش ہے۔ اسلام کی رُو سے اگر کوئی سمجھدار بچہ جو دین ومذہب کو سمجھتا ہے، اسلام لے آئے تو اس کا اسلام قابل قبول ہے (جس کی واضح مثال حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں، جنہوں نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے قبول اسلام کی توثیق فرمائی، معلوم نہیں سندھ اسمبلی حضرت نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہے گی؟) حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شرعاً بلوغت کی زیادہ سے زیادہ عمر پندرہ سال ہے، اس صورت میں ایک عاقل بالغ مکلف فرد کو اسلام قبول کرنے سے تین سال تک روکنا سراسر ظلم اور بدترین جبر ہے۔ اس قسم کی زبردستی کا قانون کسی سیکولر ملک میں بھی موجود نہیں ہوگا، چہ جائیکہ ایک اسلامی جمہوریہ میں اسے روا رکھا جائے۔ حضرت مفتی صاحب نے اٹھارہ سال کے بعد اسلام قبول کرنے کے لئے ۲۱ دن کی مہلت کو بھی ناقابل فہم قرار دیا، انہوں نے کہا کہ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس مدت میں اس کے اہل خاندان اُسے دھمکا کر اسلام لانے سے روکنے میں کامیاب ہوسکیں۔

حضرت کا تجزیہ بالکل صائب ہے، یہ بل اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے نہیں بلکہ قبول اسلام پر قدغنوں کا بل ہے، ایک عاقل بالغ فرد کو اسلام قبول کرنے کے بعد ۲۱ دن تک مسلمانوں سے نہ ملنے دینا اور خاندان کا دباؤ سہنے کے لئے بے یارو مددگار چھوڑ دینا بدنیتی کا غماز ہے اور یہ بل درحقیقت ان ہندوؤں کی دلداری اور پشت پناہی کے لئے لایا گیا ہے جو اپنی نئی نسل کے اسلام کی جانب پیش قدمی سے پریشان ہیں۔ ہندو سماج پاکیزہ مذہبی تصورات اور عقل انسانی سے ہم آہنگ عقائد سے محروم اور توہمات کے شکنجہ میں قید ہے، ہندو برادری روحانی سکون کے لئے مضطرب اور طبقاتی تقسیم کی وجہ سے مظلوم وستم رسیدہ ہے، ان کے ووٹوں سے اسمبلیوں میں پہنچنے والے کھٹول اور نند کمار جیسے لوگوں کو خطرہ ہے کہ اگر ہندو اسی طرح مسلمان ہوتے رہے تو ہمارا سیاسی مستقبل تاریک ہو جائے گا، اس لئے وہ اپنے دھرم کو بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔

یہ بات بھی باعث تعجب ہے کہ پیپلز پارٹی خود کو سیکولر جماعت کہتی ہے اور اس کے لیڈر اکثر و بیشتر مذہب کو ہر فرد کا خالص نجی اور ذاتی معاملہ کہتے رہتے ہیں، ریاست اور حکومت کو اس میں مداخلت کا حق نہیں دیتے۔ سوال یہ ہے کہ اگر پی پی کا سیکولرزم کا نعرہ بنا بر منافقت نہیں تو وہ اسلام قبول کرنے پر یہ پابندیاں اور قدغنیں کیوں عائد کررہی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا یہ فرمانا کہ اس طرح کی پابندی تو شاید کسی سیکولر ملک میں بھی نہ ہو، سو فیصد بجا ہے، اس لئے کہ مغربی ممالک میں اسلام قبول کرنے پر کوئی قانونی قدغن نہیں۔ حال ہی میں عالمی ذرائع ابلاغ میں ایک روسی بچی کا ذکر ہوا ہے۔ ہیلینا نامی اس بچی نے پندرہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا، اس کے والدین عیسائی ہیں، اس بچی نے عیسائی گھر میں رہتے ہوئے قرآن کریم حفظ کیا اور ہر قدم پر اس کے والدین اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ گزشتہ ہفتہ دبئی میں ہونے والے حسن قرأت کے عالمی مقابلے میں اس بچی نے شرکت کرکے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

یہ بل درحقیقت ان ہندوؤں کی دلداری اور پشت پناہی کے لئے لایا گیا ہے جو اپنی نئی نسل کے اسلام کی جانب پیش قدمی سے پریشان ہیں۔ ہندو سماج پاکیزہ مذہبی تصورات اور عقل انسانی سے ہم آہنگ عقائد سے محروم اور توہمات کے شکنجہ میں قید ہے، ہندو برادری روحانی سکون کے لئے مضطرب اور طبقاتی تقسیم کی وجہ سے مظلوم وستم رسیدہ ہے

یہ غیر مسلموں کا طرز عمل ہے، دوسری طرف ہمارا یہ حال ہے کہ ہم مسلمان ہو کر اسلام قبول کرنے پر پابندی عائد کررہے ہیں اور افسوس صد افسوس اس بات پر کہ ہندو ارکان اسمبلی کی جانب سے پیش کردہ اس بل کے خلاف کسی ایک مسلمان رکن کو بھی آواز بلند کرنے کی توفیق نہیں ہوئی، سب نے متفقہ طور پر اسے منظور کرلیا۔

حضرت شیخ الاسلام نے تمام مسلمانوں، دینی و سیاسی جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ اس شرمناک قانون کو منسوخ کروانے کے لئے پُرامن جدوجہد کے ذریعے اپنا دینی فریضہ ادا کریں۔ وفاقی شرعی عدالت سے بھی مطالبہ ہے کہ اسے از خود نوٹس لے کر کسی قانون کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لینے کا جو اختیار حاصل ہے، اس قانون کے بارے میں اپنے اس اختیار کو استعمال کرکے اسے غیر مؤثر قرار دے۔

آخر میں اس امید افزا خبر کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا کہ اٹارنی جنرل پاکستان اشتر اوصاف علی نے اس بل کے حوالے سے کہا ہے کہ یہ آئین و قانون اور شریعت کے منافی ہونے کی وجہ سے ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ کے ساتھ ساتھ وفاقی شرعی عدالت میں بھی چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بل نہ صرف قرآن وسنت کے منافی ہے بلکہ آئین کے آرٹیکل ۸ کی بھی خلاف ورزی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ بہرحال اٹارنی جنرل پاکستان کی اس وضاحت کے باوجود دینی سیاسی جماعتوں اور حلقوں کو اس وقت تک اطمینان سے نہیں بیٹھنا چاہئے جب تک یہ قانون ختم نہیں کیا جاتا اور قبول اسلام پر کسی بھی قسم کی پابندی نہ ہونے کا دوٹوک اعلان نہیں کیا جاتا۔

(بشکریہ ماہنامہ الخیر ملتان، دسمبر ۲۰۱۶ء)

صحت و مرض.... دو نعمتیں!

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

بعض اوقات معمولی سا واقعہ بھی آدمی کے لئے بڑا عبرت آموز ثابت ہوتا ہے۔ راقم الحروف کی سستی یا مصروفیت کی وجہ سے بینات کی تیاری میں ہمیشہ تاخیر ہوجاتی ہے، چنانچہ ذوالقعدہ کا پرچہ ذوالقعدہ کی ابتدائی تاریخوں میں پریس جاسکا۔ میں نے اپنے رفقاء سے کہا کہ ذوالحجہ کا پرچہ بھی اس کے ساتھ ہی ہفتہ عشرہ میں تیار کرلیا جائے اور اس وقت تک دوسری مصروفیات موقوف رکھی جائیں تاکہ تاخیر کا سلسلہ ختم ہوجائے یہ غالباً ۲ر ذوالقعدہ جمعرات کا قصہ ہے، ۳ر ذوالقعدہ کو جمعہ کا غسل کرتے ہوئے مجھے دائیں کان کے نیچے خفیف سے درد اور معمولی سی گلٹی کا احساس ہوا جیسے کہ چیونٹی نے کاٹا ہو، دور دور تک بھی اس کا خیال نہیں تھا کہ یہ کسی ابتلا کی گھنٹی اور کسی شدید مرض کا پیش خیمہ ہے، جمعہ پڑھا۔ جمعہ کے بعد حسب معمول کھانا کھایا اور ذرا سا آرام کیا قبیل عصر بدن میں حرارت سی محسوس ہونے لگی اور بدن میں کسل کی سی کیفیت پیدا ہوگئی، جی چاہا کہ آج مجلس ذکر میں شرکت نہ کروں، لیکن اس طبعی تقاضے کی پروا نہیں کی۔ وضو سے فارغ ہوکر حسب معمول مجلس ذکر میں شرکت کے لئے مدرسہ چلا گیا، وہاں سے قبیل مغرب مسجد الاخوان پہنچا (جمعہ کے دن مغرب کے بعد وہاں قرآن مجید کے درس کا معمول ہے) درس سے فارغ ہوکر گاڑی تک نہیں پہنچا تھا کہ شدید کپکپی شروع ہوگئی۔ گاڑی کے شیشے بند کروائے اور مشکل سے گھر پہنچا۔ کپکپی کے ساتھ کڑاکے کا بخار شروع ہوا، کان کے نیچے جہاں درد کا احساس ہوا تھا وہاں ورم بڑھنے لگا، یہاں تک کہ دو تین دن میں ورم سے ساری گردن اکڑ گئی، کان پر بڑے بڑے چھالے پڑ گئے اور ان سے پانی رسنے لگا، ان میں ایسی زہریلی سوزش اور جلن تھی کہ کسی کروٹ لیٹنا مشکل ہوگیا، ادھر بخار ایک سو چار پانچ کے درمیان رہا۔ ایسا لگتا تھا گویا تنور میں جل رہا ہوں کرب و بے چینی کی ایسی کیفیت رہی کہ بس لطف ہی آگیا۔ ڈاکٹر صاحبان بخار اتارنے کے لئے دوائیں دیتے، ان سے اتنا پسینہ آتا کہ دن رات میں تین چار مرتبہ بھیگے ہوئے کپڑے تبدیل کئے جاتے مگر بخار کی شدت میں کمی نہ آتی مسلسل کئی راتیں ایسی گزریں کہ آنکھ نہ لگ سکی، اس طرح چندرہ دن صاحب فراش رہا اور بیماری کی وجہ سے بدن کی تمام قوتیں ساقط ہوگئیں۔ حق تعالیٰ شانہ کا لاکھ شکر ہے کہ اس مالک نے اپنے لطف و احسان سے حیات نو بخشی اور صحت و شفا فرمائی۔

بظاہر یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے، اس قسم کے حوادث انسان کے لئے لازمہ حیات ہیں، نہ اتنی اہمیت کے حامل ہیں کہ ان کا تذکرہ کیا جائے اور نہ ان کے اسباب و علل تلاش کرنے یا ان سے نتائج اخذ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، لیکن یہ ناکارہ اس معمولی حادثہ سے جس طرح جسمانی اعتبار سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوا، اس طرح ذہن و فکر نے بھی اس سے غیر معمولی تاثر لیا، اس لئے جی چاہا کہ آج کی صحبت میں اسی سلسلہ کے چند تاثرات قارئین کی خدمت میں پیش کئے جائیں۔

اگرچہ صحت حق تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

”نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس الصحة والفراغ۔“

(رواہ البخاری عن ابن عباسؓ، مشکوٰۃ ص:۴۳۹)

ترجمہ: ”دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ خسارے میں ہیں، یعنی صحت اور فراغت۔“

اور ان دو نعمتوں میں لوگوں کے خسارے میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اول تو یہ دو نعمتیں بیک وقت مشکل سے جمع ہوتی ہیں، بہت سے لوگوں کو اگر صحت و تندرستی نصیب ہے تو فرصت میسر نہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ فارغ ہیں مگر تندرست نہیں اور اگر یہ دونوں نعمتیں کسی کو میسر بھی آجائیں تو ان کی قدر شناسی میں لوگ کوتاہی کرتے ہیں اور ان انمول نعمتوں کو لغویات میں اکثر و بیشتر ضائع کردیتے ہیں۔

لیکن بیماری بھی حق تعالیٰ شانہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، احادیث میں امراض اور تکالیف و مصائب کے بڑے فضائل ذکر کئے گئے ہیں بیماری بدن کی زکوٰۃ ہے، اس سے آدمی کے گناہ جھڑتے ہیں۔ بدن پاک و صاف ہوجاتا ہے، درجات بلند ہوتے ہیں اور مومن کو آئندہ کے لئے نصیحت و عبرت ہوجاتی ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے:

ترجمہ: ”قیامت کے دن جب اہل مصائب کو اجر و ثواب عطا کیا جائے گا تو اہل عافیت اس کو دیکھ کر یہ تمنا کریں گے کہ کاش! ان کے بدن دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دیئے گئے ہوتے (اور یہ ثواب ان کو مل جاتا)۔“

(مشکوٰۃ عن جابرؓ، ص:۱۳۷)

بیماری میں انسان پر اپنے ضعف و عجز اور درماندگی کی حقیقت منکشف ہوتی ہے، چنانچہ اس ناکارہ

کو سب سے پہلے تو اس مرض سے آدمی کے ضعف اور اس کی کمزوری اور لاچاری و بے بسی کا شدت سے احساس ہوا۔ آدمی کو اپنی قوت و طاقت، اپنی لیاقت و صلاحیت اور اپنی ہنرمندی وہمہ دانی پر بڑا اعتماد ہے اور وہ اپنی زندگی کی تگ و دو اور اس کے آثار و نتائج بڑے زور سے اپنی طرف منسوب کرنے کا عادی ہے، اگر اس کے وجود سے کوئی اچھا کارنامہ ظہور پذیر ہوتا ہے تو وہ اپنی نادانی و خام فکری کی وجہ سے عجب و پندار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ حماقت کی اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ اپنے تئیں تقدیر کا خالق سمجھنے لگتا ہے، حالانکہ اس کے ضعف و کمزوری کا یہ عالم ہے کہ ایک چیونٹی جو اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں کمزوری مخلوق ہے اسے بستر پر ڈھیر کر دینے کے لئے کافی ہے اور ایک مچھر جو اپنی کمزوری میں ضرب المثل ہے اس کے نمرودی دعوؤں کا علاج کرنے کے لئے بہت ہے: "وخلق الانسان ضعیفاً."

آدمی اکثر یہ بھول جاتا ہے کہ اس کی قوت و طاقت اور لیاقت و صلاحیت اس کی خانہ زاد نہیں بلکہ بغیر کسی استحقاق کے مالک کا عطیہ ہے وہ جس طرح عطا کرنے پر قادر ہے، اسی طرح اسے سلب بھی کر سکتا ہے، پھر انسان کی قوتوں اور صلاحیتوں کا استعمال بھی حق تعالیٰ شانہ کے لطف و توفیق پر موقوف ہے۔ اس کے وجود سے جو اعمال خیر صادر ہوتے ہیں۔ یہ اس کا اپنا کمال نہیں بلکہ محض کریم آقا کے فضل و احسان اور لطف و کرم کا کرشمہ ہے۔

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے برآہوئے چیں بستہ اند

توفیق الٰہی ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے دست کش ہو جائے تو یہ ایک قدم بھی آگے نہیں چل سکتا... جس طرح کسی کارخانے کی پوری مشینری برقی رو کے بغیر معطل رہتی ہے، اسی طرح انسان کی ساری صلاحیتیں، توفیق و لطف الٰہی کے بغیر معطل اور بے کار محض ہیں۔

پھر انسان کا وجود اور اس کی جسمانی و روحانی تمام صلاحیتیں اور قوتیں ہر آن حق تعالیٰ کی حفاظت و نگرانی کی محتاج ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے اپنی حفاظت اس سے اٹھالیں تو نہ اس کا وجود باقی رہ سکتا ہے، نہ یہ اپنی کسی صلاحیت کی حفاظت کر سکتا ہے، اس کے ضعف و عجز کا یہ عالم ہے کہ یہ ننھی سی چیونٹی اور کسی کیڑے پتنگے سے بھی اپنی حفاظت نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم میں ہے:

"قل من یکلؤکم باللیل والنہار من الرحمٰن۔" (الانبیاء:۴۲)

ترجمہ: "تو کہہ کون نگہبانی کرتا ہے، تمہاری رات میں اور دن میں رحمٰن سے۔" (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

الغرض آدمی اپنی ذات میں ہیچ در ہیچ اور محض تودۂ خاک ہے۔ اس کے پاس جو کچھ ہے مالک کا عطیہ ہے، یہ جس طرح اپنے وجود میں محتاج ہے، اسی طرح اپنی بقاو حفاظت اور اپنے ظاہری و باطنی قویٰ کے استعمال میں بھی سراپا احتیاج ہے۔ آدمی کے تمام اوصاف عارضی ہیں کہ ایک وقت میں ہوتے ہیں اور دوسرے وقت میں نہیں ہوتے، لیکن عجز و درماندگی اور ضعف و بے چارگی اس کا ایسا وصف لازم ہے جو ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ مضمون اگرچہ ہر مسلمان کے عقیدے میں داخل ہے، لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ اکثر و بیشتر اس کا استحضار نہیں رہتا۔ اس بیماری میں جو چند روزہ "خلوت" نصیب ہوئی الحمدللہ! اس میں اس حقیقت کا خوب خوب استحضار ہوا۔

ہمارے حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی نوراللہ مرقدہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اعمال کو اپنی طرف منسوب کرو گے تو ٹھوکریں کھاؤ گے، اگر ان میں اچھائی نظر آئے گی تو عجب و خود پسندی کے مرض میں مبتلا ہو جاؤ گے اور اگر ان میں نقائص نظر آئیں گے تو یاس و ناامیدی کا شکار ہو کر ہمت ہار بیٹھو گے کہ ہم سے ٹھیک طرح بن نہیں پڑتا۔ فرماتے تھے اپنے اعمال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرو، ان کا عطیہ اور ان کا فضل و احسان سمجھو۔ اس سے نہ خودستائی پیدا ہوگی اور نہ مایوسی، کسی کمال پر نظر جائے گی تو فوراً شکر کرو گے: "اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر" کہ آپ نے گراں قدر عطیہ عنایت فرمایا اور اگر اپنے عمل میں نقص نظر آئے گا تب بھی اسے مالک کا عطیہ سمجھ کر اس کی قدر کرو گے۔

"بلا بودے اگر ایں ہم نہ بودے"

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ" (ابراہیم:۳۴)

ترجمہ: "اور اگر گنو احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے، ناشکرا۔"

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: "یعنی خدا کی نعمتیں اتنی بے شمار بلکہ غیر متناہی ہیں کہ اگر تم سب مل کر اجمالاً گنتی شروع کرو تو تھک کر اور عاجز ہو کر بیٹھ جاؤ۔"

اور دوسرے فقرے کی شرح میں لکھتے ہیں: "یعنی جنس انسان میں بہتیرے بے انصاف اور ناسپاس ہیں جو اتنے بے شمار احسانات دیکھ کر بھی منعم حقیقی کا حق نہیں پہچانتے۔" اس بیماری میں اس حقیقت کا بھی شدت سے احساس ہوا کہ ہم لوگ ادائے شکر میں کتنے مقصر ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ کی کسی ایک نعمت کا شکر بھی ہم سے ممکن نہیں۔ یہی ایک عافیت کی نعمت ہے جس کی وسعت کا احاطہ کرنے سے ہم قاصر ہیں اور اس کی سینکڑوں انواع و اقسام ہیں بیشتر وہ ہیں جن کی طرف کبھی التفات بھی نہیں ہوتا اور نہ کبھی یہ خیال آتا ہے کہ ان پر بھی شکر واجب ہے۔ اسی طرح ہر آن اور ہر لمحہ

انسان حق تعالیٰ شانہ کی بے شمار نعمتوں میں غرق ہے، بہت سے انعامات الٰہیہ پر آدمی کی نظر جاتی ہے اور ان پر جیسا کیسا شکر بھی کرلیتا ہے، لیکن لاکھوں کروڑوں نعمتیں انسان کے حیطہ ادراک ہی سے باہر ہیں، یہ مسکین ان پر کیا شکر کرے گا؟ انسانی وجود کی مشینری کا ایک ایک پرزہ کیا اس لائق نہیں کہ اس پر مستقل شکر کیا جائے؟ مگر ہم میں سے کون ہے، جس کو کسی ایک عضو کی سلامتی و عافیت پر بھی دائمی شکر کی نوبت آئی ہو، اس سے جہان بھر میں (بلکہ دونوں جہان میں) پھیلی ہوئی بے شمار نعمتوں کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

دن کی نسبت رات کے وقت مرض کی شدت و تکلیف میں عموماً اضافہ ہوجاتا ہے، اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ دن کی چہل پہل میں مریض کی توجہ دوسری چیزوں میں بٹی رہتی ہے اور مرض کی طرف التفات کم ہوجاتا ہے، لیکن رات کی تاریکی وتنہائی میں سناٹے کا عالم ہوتا ہے اور مریض کی تمام توجہ سمٹ کر مرض اور تکلیف پر مرکوز ہوجاتی ہے۔ اس لئے تکلیف کا احساس بڑھ جاتا ہے اور یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ رات، راحت وآرام کا وقت ہے۔ اس لئے طبیعت رات کے وقت راحت و آرام کا تقاضا کرتی ہے اور بیماری اس سے مانع آتی ہے۔ اس تزاحم سے تکلیف دوچند ہوجاتی ہے مثلاً ایک شخص تندرست ہے، اسے کوئی تکلیف نہیں، وہ سونا چاہتا ہے لیکن کوئی شخص اسے سونے نہیں دیتا اور مسلسل کئی راتیں اسی طرح گزر جاتی ہیں، اگرچہ یہ شخص بیمار نہیں، کسی دکھ درد میں مبتلا نہیں، لیکن راحت وآرام سے محرومی ہی اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے، اب اگر دکھ درد اور تکلیف کے ساتھ راحت وآرام سے محرومی کا عذاب بھی جمع ہوجائے تو ظاہر ہے کہ اس سے مریض کی تکلیف میں مزید اضافہ ہوگا.... الغرض مریض کو رات کی آمد کا تصور ہی بے چین کئے دیتا ہے کہ یا اللہ! رات کیسے گزرے گی؟

مجھے رات کے سناٹے میں جس چیز کا سب سے زیادہ احساس ہوتا اور جو میرے ضعف ونقاہت اور کرب وبے چینی میں مزید اضافہ کا سبب بنتی وہ یہ تھی کہ یہ اپنا وہی مانوس مکان ہے، جس میں برسوں سے رہتے آئے ہیں، وہی مانوس بستر ہے، جس پر ہمیشہ آرام کرتے ہیں، علاج کے لئے معالج موجود ہے، تیماردار موجود ہیں، دوائیں موجود ہیں، غذائیں موجود ہیں، خدمت کے لئے آدمی موجود ہیں، بصرف رات کا سناٹا اور اس کی تاریکی وتنہائی مرض کی شدت میں اضافہ کررہی ہے، قبر کے سناٹے اور اس کی تاریکی و تنہائی میں وحشت بے قراری کا کیا عالم ہوگا جب کہ وہ جہان بھی غیر مانوس ہے اور مکان بھی، خاک کے اس بستر پر بھی اس سے پہلے کبھی لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔ وہاں نہ کوئی تیماردار اور پرسان حال ہوگا نہ مونس و غمخوار.... جب رات کی تاریکی وتنہائی اس قدر بے چین کئے دیتی ہے تو بند قبر کی تنہائی وتاریکی اور وہاں کی وحشت کیسے برداشت ہوگی اور (معاذاللہ ثم معاذاللہ) وہاں کوئی تکلیف ہوئی تو اس کا کیا مداوا ہوگا؟

نہایت بے چینی کے ساتھ بار بار: اللّٰھم آنس وحشتی فی قبری ... والی دعا زبان پر آتی تھی۔ اسی کے ساتھ بڑی شدت کے ساتھ یہ احساس بھی ابھرتا کہ قبر میں کام دینے والی چیز تو انس مع اللہ ہے، جس شخص کو انس مع اللہ کی دولت حاصل ہو اسے کسی جگہ اور کسی حالت میں وحشت نہیں، مگر ہم نے مخلوق سے دل لگایا اور اسی کے ساتھ مانوس ہوئے، اگر مخلوق سے وحشت ہوتی اور حق تعالیٰ شانہ کی یاد مونس وغمخوار ہوتی تو قبر کی وحشت کا اندیشہ نہ ہوتا۔ بہرحال مریض کے لئے رات کی وحشت بڑی عبرت کی چیز ہے، جو قبر کی وحشت کو یاد دلاتی ہے۔

مرض، موت کی دہلیز ہے۔ مریض جب بحرانی کیفیت سے دوچار ہوتو اس کو ایک معمولی جھٹکا بھی موت کی آغوش میں پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ ہمارے یہاں مایوسی کی حالت کو ”موت وحیات کی کشمکش“ کہنے کا غلط محاورہ رائج ہے۔ حالانکہ موت وحیات میں کبھی کشمکش نہیں ہوتی۔ موت اپنے مقررہ وقت پر آکر زندگی کا دفعۃً خاتمہ کردیتی ہے، البتہ اس کو امید وبیم اور خوف ورجا کی کشمکش کہنا چاہئے۔ یہ خیال بھی بڑی قوت کے ساتھ مسلط رہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مرض کی شدت میں ذرا سا اضافہ کردیں تو یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوسکتی ہے۔ موت کے بعد میرے گردوپیش کی یہ چیزیں، یہ دوست احباب، یہ عزیز واقارب، یہ بیوی بچے اور یہ سارا پھیلا ہوا جہان میرے کس کام کا ہے؟ میرے لئے تو آخرت اور صرف آخرت ہے اور وہ اعمال ہیں جو صرف آخرت کے لئے کئے گئے ہوں، دنیا اور وہ سارے دھندے جو صرف دنیا کے لئے کئے جاتے ہیں، محض لغو اور باطل ہیں، ان میں مشغول ہوکر آخرت کو بھول جانا کتنی بڑی نادانی اور حماقت ہے۔ افسوس کہ ہم میں سے اکثر لوگ جیتے جی اسی حماقت میں مبتلا رہتے ہیں۔

انسان بڑا زود فراموش ہے، قرآن کریم میں بھی اس کی زود فراموشی کی شکایت کی گئی ہے:

”وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔“ (یونس:۱۲)

ترجمہ: ”اور جب پہنچے انسان کو تکلیف پکارے ہم کو پڑا ہوا یا بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا پھر جب ہم کھول دیں اس سے وہ تکلیف، چلا جائے گویا کبھی نہ پکارا تھا ہم کو تکلیف پہنچنے پر، اسی طرح پسند آیا ہے بے باک لوگوں کو جو کچھ کررہے ہیں۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"یعنی انسان اول بے باکی سے خود عذاب طلب کرتا ہے اور بُرائی اپنی زبان سے مانگتا ہے، مگر کمزور اور بودا اتنا ہے کہ جہاں ذرا تکلیف پہنچی، گھبرا کر ہمیں پکارنا شروع کر دیا، جب تک مصیبت رہی کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں خدا کو پکارتا رہا، پھر جہاں تکلیف ہٹائی گئی سب کہا سنا بھول گیا۔ گویا خدا سے کوئی واسطہ نہ تھا وہی غرور و غفلت کا نشہ، وہی اکڑفوں رہ گئی جس میں پہلے مبتلا تھا۔"

حدیث میں ہے کہ: "تو خدا کو اپنے عیش و آرام میں یاد رکھ، خدا تجھ کو تیری سختی و مصیبت میں یاد رکھے گا۔" مومن کی شان یہ ہے کہ کسی وقت خدا کو نہ بھولے، سختی پر صبر اور فراخی پر خدا کا شکر ادا کرتا رہے، یہی وہ چیز ہے، جس کی توفیق مومن کے سوا کسی کو نہیں ملتی۔

ہم میں سے اکثر لوگوں کو یہ صورت پیش آئی ہوگی کہ سختی اور بیماری کے دوران اللہ تعالیٰ کو خوب پکارتے تھے، منتیں مانتے تھے، اللہ تعالیٰ سے عہد باندھتے تھے اور اپنی روش بدلنے کے وعدے کرتے تھے لیکن جونہی تکلیف دور ہوئی سب وعدے وعید بھول گئے اور زندگی کی روش میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

راقم الحروف محسوس کرتا ہے کہ مرض کے دوران دعا، التجا، انابت الی اللہ اور آخرت کے استحضار کی جو کیفیت تھی اور جس کی لذت سے دل و دماغ ابھی تک شاد کام ہیں، صحت کے بعد وہ کیفیت نہیں رہی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وصال کے بعد فراق اور حضوری کے بعد غیبت میں ڈال دیا گیا ہو۔ اس پر رنج و صدمہ ہوتا ہے، لیکن یہ "یک گونہ غفلت" بھی حق تعالیٰ شانہ کی بڑی نعمت ہے، کیونکہ دوام استحضار ہم ضعفاء کے تحمل سے باہر ہے ورنہ زندگی کے مشاغل میں خلل واقع ہو جائے، لیکن ایسی غفلت کہ آدمی اپنی حالت کو بالکل بھول جائے اور صحت و عافیت کے حصول کے بعد شکر کے بجائے کفرانِ نعمت کا راستہ اختیار کر لے اور اپنی سابقہ خرمستیوں میں پھر مشغول ہو جائے، یہ حالت مذموم ہے، جس کی شکایت قرآن کریم میں کی گئی ہے، حق تعالیٰ شانہ حجاباتِ غفلت کو دور فرمائیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خبر پہنچی کہ ان کے فلاں بھائی کا انتقال ہو گیا ہے، بعد میں اطلاع آئی کہ وہ خبر غلط تھی وہ ماشاء اللہ! زندہ و سلامت ہیں۔ اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کو خط لکھا کہ: "اگرچہ پہلی خبر غلط تھی تاہم تم کو یہی سمجھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ بھیج دیا ہے تاکہ تم پہلی زندگی کی تلافی کر سکو۔ اس لئے تم کو لازم ہے کہ حیات نو کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھو اور اسے فضولیات میں ضائع نہ کرو۔"

اسی طرح شدید مرض سے صحت کے بعد آدمی کو یہی سمجھنا چاہئے کہ میں تو مر گیا تھا مگر حق تعالیٰ شانہ نے محض اپنے فضل و عنایت سے مجھے حیات نو عطا فرما کر دنیا میں دوبارہ بھیج دیا اور ان لمحات زندگی کو زیادہ سے زیادہ قیمتی بنانے کی فکر میں لگ جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین۔ ☆☆

شانِ مصطفیٰ کانفرنس، لاہور

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عشق رسول مسلمانوں کے لئے سرمایہ ایمان ہے۔ پیغام رسالت کو سمجھنا محبت رسول کا تقاضا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وجہ تخلیق کائنات ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں سیرت طیبہ مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ماہ ربیع الاول کے بابرکت ایام ہمیں سیرت رسول پر عمل پیرا ہونے کا درس دیتے ہیں۔ حب رسول دین حق کی شرط اول ہے۔ رحمت عالم کے ذکر سے ایمان کو جلا ملتی ہے اور سینے منور ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم کے ساتھ اپنی جان، اولاد اور مال سے زیادہ محبت کئے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ امت مسلمہ کی فلاح کا انحصار اسوہ رسول کو اپنانے میں ہے تعلیمات نبوی میں ہی دور جدید کے تمام مسائل کا حل موجود ہے: مسلمان سنت رسول کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا ئیں تو انہیں دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی ان خیالات کا اظہار جانشین امام الہدی مولانا ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء، مولانا شاہنواز فاروقی، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن، مولانا قاری علیم الدین شاکر، پیر میاں محمد رضوان نفیس، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد عابد و دیگر علماء کرام نے جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری اچھرہ لاہور میں سالانہ شان مصطفیٰ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علماء نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ اسلام اور پاکستان سے وفا کی جائے ذکر نبی کے ساتھ فکر نبی کو زندہ کرنا ہوگا۔ مسلمان سنت رسول کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں تو دنیا کی کوئی طاقت انھیں شکست نہیں دے سکتی کہا کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرنا ایمان کی علامت ہے ربیع الاول کے مقدس مہینے میں مسلمان عملی طور پر اسلام کے ماتحت زندگی گزارنے کا عزم کریں کانفرنس میں ملک عزیز کے معروف نعت خوان حافظ محمد ابوبکر کراچی، مولانا شاہد عمران عاقی، طاہر بلال چشتی، مولانا قاسم گجر، معروف قرأ قاری محمد ادریس آصف، قاری سید انوار الحسن شاہ اور دیگر ہزاروں لوگوں نے شرکت کی، پروگرام اذان فجر تک جاری رہا۔ کانفرنس کے آخر میں قرعہ اندازی کے ذریعے پانچ خوش نصیبوں کو عمرہ کے ٹکٹ بھی دیئے گئے۔ کانفرنس کے میزبان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور کے سیکرٹری جنرل مولانا قاری علیم الدین شاکر تھے۔ کانفرنس میں متعدد قراردادیں بھی منظور کروائی گئیں کہ حکومت قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے فزکس کے شعبے کا نام عبدالسلام قادیانی سے منسوب ختم کرکے ڈاکٹر عبدالقدیر کے نام پر منسوب کرے، پنجاب گورنمنٹ تعلیمی ادارے قادیانیوں کو ہرگز واپس نہ کیے جائیں۔ حکومت سندھ خلاف اسلام بل واپس لے۔

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بنا پر طویل ہوگیا تو انہوں نے اس کا نام "معتمد اور غیر معتمد تفاسیر" رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ افادہ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ "ختم نبوت" میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(۷)

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

تفسیر ابن کثیر:

یہ حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) کی تصنیف ہے، جو آٹھویں صدی کے ممتاز اور محقق علماء میں سے ہیں، ان کی تفسیر چار جلدوں میں شائع ہوچکی ہے، اس میں زیادہ زور تفسیری روایات پر دیا گیا ہے، اور خاص بات یہ ہے کہ مصنف روایتوں پر محدثانہ تنقید بھی کرتے ہیں، اور اس لحاظ سے یہ کتاب تمام کتب تفاسیر میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

تفسیر القرطبی:

اس کا پورا نام "الجامع لاحکام القرآن" ہے اندلس کے مشہور اور محقق عالم علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) کی تصنیف ہے جو فقہ میں امام مالک کے مسلک کے پیرو تھے، اور عبادت وزہد کے اعتبار سے شہرہ آفاق تھے، اصل میں اس کتاب کا بنیادی موضوع تو قرآن کریم سے فقہی احکام ومسائل کا استنباط تھا، لیکن اس ضمن میں انہوں نے آیتوں کی تشریح، مشکل الفاظ کی تحقیق، اعراب وبلاغت اور متعلقہ روایات کو بھی تفسیر میں خوب جمع کیا ہے، یہ کتاب بارہ جلدوں میں ہے، اور بار بار شائع ہوچکی ہے۔

تفسیر کبیر:

یہ امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی تصنیف ہے اور اس کا اصلی نام "مفاتیح الغیب" ہے، لیکن "تفسیر کبیر" کے نام سے مشہور ہے، امام رازی متکلمین اسلام کے امام ہیں، اس لیے ان کی تفسیر میں عقلی اور کلامی مباحث اور باطل فرقوں کی تردید پر بہت زور دیا گیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حل قرآن کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر اپنی نظیر آپ ہے۔ اور اس میں جس دل نشین انداز میں قرآن کریم کے معانی کی توضیح اور آیات قرآنی کے باہمی ربط کی تشریح کی گئی ہے، وہ بڑا قابل قدر ہے، اغلب یہ ہے کہ امام رازی رحمہ اللہ نے سورۂ فتح تک کی تفسیر خود لکھی ہے، اس کے بعد وہ اسے پورا نہ کرسکے، چنانچہ سورہ فتح سے آخر تک کا حصہ قاضی شہاب الدین بن خلیل الخولی الدمشقی (متوفی ۶۳۹ھ) یا شیخ نجم الدین احمد بن محمد القمولی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۰ھ) نے تکمیل فرمایا۔ (کشف الظنون۲/۱۷۷)

امام رازیؒ نے اپنے زمانے کی ضرورت کے مطابق چونکہ کلامی بحث اور باطل فرقوں کی تردید پر خاص طور پر زور دیا ہے، اور اس ضمن میں ان کی بحثیں بہت سے مقامات پر انتہائی طویل ہوگئی ہیں، اس لیے بعض حضرات نے ان کی تفسیر پر یہ تبصرہ کیا ہے کہ "فِیْهِ کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا التَّفْسِیْر" (اس کتاب میں تفسیر کے علاوہ سب کچھ ہے) لیکن یہ تبصرہ تفسیر کبیر پر بڑا ظلم ہے، اور حقیقت وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی، کہ حل قرآن کے لحاظ سے بھی اس تفسیر کا پایہ بہت بلند ہے، البتہ چند ایک مقامات پر انہوں نے جمہور امت کی راہ سے ہٹ کر آیات قرآنی کی تفسیر کی ہے، لیکن ایسے مقامات آٹھ ضخیم جلدوں کی اس کتاب میں خال خال ہیں۔

تفسیر البحر المحیط:

یہ علامہ ابوحیان غرناطی اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) کی تصنیف ہے جو اسلامی علوم کے علاوہ علم نحو وبلاغت میں خصوصی مہارت رکھتے تھے، چنانچہ ان کی تفسیر میں نحو وبلاغت کا رنگ نمایاں ہے، وہ ہر آیت کے الفاظ کی تحقیق، ترکیبوں کے اختلاف اور بلاغت کے نکات بیان کرنے پر خاص زور دیتے ہیں۔

احکام القرآن للجصاص:

یہ امام ابوبکر جصاص رازیؒ (متوفی ۳۷۰ھ) کی تصنیف ہے، جو فقہائے حنفیہ میں ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں، ان کی اس کتاب کا موضوع قرآن کریم سے فقہی احکام ومسائل کا استنباط ہے، اور انہوں نے مسلسل آیتوں کی تفسیر کے بجائے صرف ان آیتوں کی فقہی تفصیلات بیان فرمائی ہیں جو فقہی احکام پر مشتمل ہیں، اس موضوع پر اور بھی متعدد کتابیں لکھی

گئی ہیں، لیکن اس کتاب کو ان سب میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے۔

تفسیر الدر المنثور:

یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۰ھ) کی تصنیف ہے، اور اس کا پورا نام ''الدر المنثور فی التفسیر الماثور'' ہے، اس میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ان تمام روایات کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے جو قرآن کریم کی تفسیر سے متعلق ان کو ملی ہیں، ان سے پہلے بہت سے محدثین مثلاً حافظ ابن جریر، امام بغوی، ابن مردویہ، ابن حبان، اور ابن ماجہ وغیرہ اپنے اپنے طور پر یہ کام کر چکے تھے۔

علامہ سیوطی نے ان سب کی بیان کردہ روایات کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے، البتہ انہوں نے روایات کے ساتھ ان کی پوری سند ذکر کرنے کے بجائے صرف اس مصنف کا نام ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے جس نے اس روایت کو اپنی سند سے بیان کیا ہے، تاکہ بوقت ضرورت اس کی مراجعت کر کے سند کی تحقیق کی جا سکے، چونکہ ان کا مقصد روایات کے ذخیرہ کو یکجا کرنا تھا، اس لیے اس کتاب میں بھی صحیح وسقیم ہر طرح کی روایتیں جمع ہو گئی ہیں، لہٰذا سند کی تحقیق کیے بغیر ان کی بیان کی ہوئی ہر روایت کو قابل اعتماد نہیں سمجھا جا سکتا، علامہ سیوطی بعض مرتبہ ہر روایت کے ساتھ یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ اس کی سند کس درجہ کی ہے، لیکن چونکہ تنقید حدیث کے معاملہ میں وہ خاصے متساہل مشہور ہیں، اس لیے اس پر بھی کما حقہ اعتماد کرنا مشکل ہے۔

تفسیر مظہری:

یہ علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۵ھ) کی تصنیف ہے اور انہوں نے اپنے شیخ طریقت مرزا مظہر جان جاناں دہلوی رحمہ اللہ کے نام پر اس تفسیر کا نام ''تفسیر مظہری'' رکھا ہے، ان کی یہ تفسیر بہت سادہ اور واضح ہے، اور اختصار کے ساتھ آیات قرآنی کی تشریح معلوم کرنے کے لیے نہایت مفید، انہوں نے الفاظ قرآنی کی تشریح کے ساتھ متعلقہ روایات کو بھی کافی تفصیل سے ذکر کیا ہے، اور دوسری تفسیروں کے مقابلے میں زیادہ چھان پھٹک کر روایات لینے کی کوشش کی ہے۔

روح المعانی:

اس کا پورا نام ''روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی'' ہے، اور یہ بغداد کے آخری دور کے مشہور عالم علامہ محمد آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) کی تصنیف ہے اور تیس جلدوں پر مشتمل ہے، انہوں نے اپنی اس تفسیر کو بڑی حد تک جامع بنانے کی کوشش کی ہے لغت، نحو، ادب اور بلاغت کے علاوہ فقہ، عقائد، کلام، فلسفہ اور ہیئت، تصوف اور متعلقہ روایات پر بھی مبسوط بحثیں کی ہیں، اور کوشش یہ کی ہے کہ آیت سے متعلق کوئی علمی گوشہ تشنہ نہ رہے، روایات حدیث کے معاملے میں بھی اس کے مصنف دوسرے مفسرین کے مقابلے میں محتاط رہے ہیں، اس لحاظ سے یہ بڑی جامع تفسیر ہے، اور اب تفسیر قرآن کے سلسلے میں کوئی بھی کام اس کی مدد سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

(ماخوذ از مقدمہ معارف القرآن جلد اول ص: ۵۰تا۵۵)

باطل پرستوں کی تفاسیر کا جائزہ

میں خود حیران ہوں کہ جو لوگ نہ مدارس کے علماء ہیں نہ انہوں نے مدارس اسلامیہ میں پڑھا ہے نہ ان کے سامنے طلباء کا مجمع ہے نہ دینی مدارس میں ان کی کوئی شہرت ہے نہ ان کو حدیث وفقہ کی کسی کتاب کی تشریح وتوضیح کی خدمت کی توفیق ہوئی نہ ان کو تفسیر قرآن لکھنے کی کوئی ایسی مجبوری ہے جس کے بغیر ان کی زندگی گزر نہیں سکتی ہے نہ ان کو قرآن عظیم کے درسوں سے کوئی ایسی الفت ومحبت اور شغف ہے کہ وہ دن رات اسی شوق میں پڑے ہوئے ہیں نہ وہ لوگ امت کے لیے تقویٰ کا نمونہ ہیں نہ ان لوگوں نے عوامی حلقوں میں قرآن عظیم کے درسوں کا اہتمام کیا نہ تعلیمی حلقوں کے طلباء اور علماء کو ان کی تفاسیر کی طرف کوئی مجبوری ہے پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ ایک دم قرآن عظیم کی تفسیر کے میدان میں کود پڑے ہیں؟ اور دھڑا دھڑ انہوں نے قرآن عظیم کی تفاسیر لکھ کر ڈھیر لگا دیے ہیں مثلاً چوہدری غلام احمد خان پرویز کو کس احساس نے مجبور کیا کہ اس نے معارف القرآن اور پھر مطالب الفرقان دو تفسیریں لکھ ڈالیں۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی کو کیوں شوق پیدا ہوا کہ اس نے ''تذکرہ'' کے نام سے ایک ضخیم تفسیر لکھ دی علامہ وحید الدین خان کو کس شوق نے بے چین کیا کہ اس نے تذکیر القرآن کے نام سے تفسیر لکھ دی۔ عبداللہ چکڑالوی کی کیا مجبوری تھی کہ اس نے قرآن کی تفسیر لکھ دی سر سید احمد خان کو کس چیز نے مجبور کیا کہ اس نے تفسیر القرآن کے نام سے ایک لمبی چوڑی تفسیر لکھ ڈالی حکیم محمد حسن امروہی قادیانی مرزائی نے آخر کس جذبہ کے تحت ''غایۃ البیان'' کے نام سے تفسیر لکھ دی پھر محمد علی قادیانی کو کس چیز نے مجبور کیا کہ اس نے تفسیر لکھ دی؟ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی نے تفسیر کبیر کے نام سے کیوں تفسیر لکھ دی؟ مرزا طاہر احمد قادیانی نے کس غرض سے تفسیر لکھ دی؟ نور الدین قادیانی نے کیوں تفسیر لکھ دی؟

سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب اور امین احسن اصلاحی صاحب کو تفسیر لکھنے کا شوق کیوں پیدا ہوا کہ اول الذکر نے تفہیم القرآن اور ثانی الذکر نے تدبر قرآن کے نام سے تفسیر لکھ دی۔

مولانا حمید الدین فراہی نے آخر تمام مفسرین کے طرز وطریق کو چھوڑ کر الگ طرز پر نظام القرآن کیوں لکھ دی جو چند سورتوں پر مشتمل ہے۔

اسی طرح امین احسن اصلاحی کی تفسیر تدبر قرآن سے نقل کر کے ناکام ناقل جناب جاوید احمد غامدی صاحب کو کس چیز نے مجبور کیا کہ اس نے البیان کے نام سے تفسیر لکھ دی؟

ان تمام سوالوں کا جواب یہ ہے کہ یہ لوگ چونکہ اہل باطل تھے اور ان کے نظریات شریعت مطہرہ سے متصادم تھے ان غلط نظریات کے پھیلانے کے لیے ان لوگوں نے قرآن عظیم کو ڈھال بنادیا کہ لوگ ان کے نظریات اس لیے قبول کریں گے کہ یہ تو اتنے بڑے لوگ ہیں کہ انہوں نے قرآن کی تفسیریں لکھ دی ہیں اور یہ مفسرین ہیں پھر یہ لوگ نہایت چالاکی سے اپنے غلط نظریات کو اپنی غلط تفاسیر میں لکھنے لگے اور لوگ اس کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ گئے کہ دیکھو جی قرآن کی تفسیر میں یہ لکھا ہے اس طرح لوگ گمراہ ہونے لگے مجھے کسی سے کوئی تعصب یا عداوت نہیں ہے اگر یہ لوگ واقعی قرآن عظیم کے مفسر تھے اور امت کے خیر خواہ تھے تو انہوں نے سلف صالحین اور تمام مفسرین کا صحیح راستہ کیوں اختیار نہیں کیا؟ خود ساختہ نیا راستہ اختیار کر کے انہوں نے صریح غلطی اور کھلی گمراہی کی باتیں اپنی تفسیروں میں کیوں لکھ دیں؟

میں قطعاً یہ طاقت نہیں رکھتا کہ ان تمام حضرات کی تمام غلطیاں اپنی اس مختصر کتاب میں درج کردوں میں صرف جاوید احمد غامدی صاحب کی تفسیر ''البیان'' کی موٹی موٹی غلطیاں مسلمانوں کے سامنے لانا چاہتا ہوں جس کے ضمن میں امین احسن اصلاحی کی تفسیر ''تدبر قرآن'' کی غلطیوں کا بھی کچھ تذکرہ ہوگا اسی طرح اس کے استاذ حمید الدین فراہی صاحب کے غلط رخ پر چلنے کا کبھی کبھار ذکر آئے گا تاہم اہل باطل کی مذکورہ بالا چند متداول تفاسیر سے میں چند عبارات نقل کروں گا تاکہ علماء اور عوام کے لیے بطور نمونہ کوئی چیز سامنے آجائے اور یہ مصرع صادق آجائے کہ:

''قیاس کن زگلستان من بہار مرا''

آخر میں، میں علماء کرام سے اپیل کروں گا کہ جو لوگ دانشور بن کر اسلام اور اہل حق مفسرین پر صدیوں سے اعتراض کرتے چلے آئے ہیں اور علماء صدیوں سے دفاع کر کے ان کو جوابات دے رہے ہیں اب یہ طریقہ چھوڑ دینا چاہیے اب باطل پرستوں کے خلاف جارحانہ انداز سے علمی محاسبہ شروع کر دینا چاہیے اور علمی حملے جاری رکھنے چاہیے۔

صدیوں سے اہل باطل کے اعتراضات کے جوابات علماء کرام نے دفاعی انداز سے دیئے ہیں اب ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کے غلط تفاسیر کی غلطیوں کی نشاندھی کی ضرورت ہے۔

باطل پرست مفسرین کا اقرار

اہل باطل کے خواہش پرست مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ سلف صالحین کے عام مفسرین کے راستے پر نہیں چلیں گے ان کا کھلے الفاظ میں یہ اقرار ہے کہ وہ مروجہ تفاسیر کا روایتی راستہ اپنی تفاسیر میں اختیار نہیں کریں گے بلکہ وہ ایک ایسا نیا راستہ اختیار کریں گے جس کو معاشرہ کے نوجوان اور عوام الناس پسند کریں گے کیونکہ تفاسیر میں پرانا روایتی اور تقلیدی راستہ اب مقبول نہیں رہا ہے کیونکہ وہ اب فرسودہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس جدید طرز کے بانی اور موجد سر سید احمد خان صاحب گزرے ہوئے اہل حق مفسرین کے بارے میں اس طرح یاوہ گوئی کرتے ہیں افکار سرسید نام کی کتاب ص:۳۸، ۳۹ میں مولانا ضیاء الدین لاہوری نے سرسید کی عبارات کو اس طرح نقل کیا ہے۔

سرسید احمد خان کا اقرار:

(۱) صرف کتاب اللہ یعنی قرآن مجید ایسا تھا جو تمام آفات سے محفوظ تھا مگر مفسرین نے اس پر بھی رحم نہیں کیا اور اپنی تفسیروں میں ضعیف وموضوع روایتیں لکھنی شروع کیں اور بے اصل قصے، جو اکثر بلکہ کلیتاً یہودیوں کے ہاں سے اخذ کئے تھے، ان میں شامل کیے اور رفتہ رفتہ وہ تفسیریں نہایت اعتبار اور وقعت کی نگاہ سے دیکھی جانے لگیں۔ پھر اس پر قیاسات اور اجتہادات نے بہت کچھ اضافہ کیا اور مذہب اسلام ایک مجموعہ صحیح وغلط مسائل کا اور واقعی وغیر واقعی واقعات کا بن گیا۔

(۲) تمام مفسرین کی، سوائے معتزلہ کے، یہ عادت ہے کہ اپنی تفسیروں میں محض بے سند اور افواہی روایتوں کو بلا تحقیق لکھتے چلے جاتے ہیں اور ذرا بھی تحقیق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ سیدھی سادی بات کو بھی عجوبہ بات بنا کر بیان کرتے ہیں اور سنی سنائی باتیں ناتحقیق اور قصے اور کہانیاں اس میں شامل کر دیتے ہیں۔

ضعیف اور موضوع بے اصل روایتوں کو اپنی تفسیروں کا زیور سمجھتے ہیں اور کیسی ہی ضعیف و بے اصل روایت ان کے کان تک پہنچے، قرآن مجید کے اصل مطلب پر غور کیئے بغیر قرآن کی آیتوں کو توڑ مروڑ کر ان بے اصل روایتوں کے مطابق کرنا چاہتے ہیں۔

کسی کے ہاں کا قصہ ہو، جب وہ اپنی تفسیروں میں اس کو داخل کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ایک مصنوعی روایت داخل کر دیتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ مسلمانی روایت ہے۔ اپنی تصنیفات کا حکم بڑھانے کی نیت سے، نیز اپنی کامل آگہی کی غرض سے ہمارے مفسرین اور اہل سیر نے تمام مہمل اور بے ہودہ افسانوں کو جو عوام الناس میں مشہور تھے، بکمال آرزو جمع کر کے اپنی کتابوں میں درج کرلیا ہے۔

(جاری ہے)

اولاد: قدرت کا انمول تحفہ

مفتی محمد نعیم، جامعہ بنوریہ سائٹ

یوں تو قدرت کی طرف سے بے شمار تحفے بندوں کو قدم قدم پر حاصل ہوتے رہتے ہیں، ان تحفوں میں نہایت ہی گرانقدر انتہائی انمول تحفہ اولاد ہے۔ میاں اور بیوی کوشش کرسکتے ہیں، محنت کرسکتے ہیں، مشقت اٹھاسکتے ہیں لیکن اولاد حاصل نہیں کرسکتے۔ (متعلقہ کوشش و محنت کے بغیر تو اولاد حاصل ہی نہیں ہوتی، مسلسل کوشش و محنت کے باوجود اولاد کے حصول کی خواہش کا پورا ہونا اولاد کے خالق کی مرضی پر موقوف ہے) اس لئے حقوق زوجیت ادا کرنے کے بعد اولاد کے حصول کے حوالے سے میاں بیوی کی نظر قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ پر ہونی چاہئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''للہ ملک السموٰت والارض'' ... اور آسمانوں اور زمین میں بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے...۔ (کیا خیال ہے آسمان و زمین کے درمیان اس کی مرضی کے بغیر کوئی دم مار سکتا ہے؟ سانس لے سکتا ہے؟ حیات حاصل کرسکتا ہے؟ پڑاؤ ڈال سکتا ہے، زندگی گزار سکتا ہے؟) ''یخلق مایشاء'' جو وہ (خود) چاہتا ہے وہی پیدا فرماتا ہے۔ (جاندار، بے جان، صحیح سالم، تندرست، عجیب الخلقت، ناقص بیمار، دیکھنے والا، نہ دیکھ سکنے والا، سننے والا، نہ سن سکنے والا، بول سکنے والا، نہ بول سکنے والا، چل سکنے والا، نہ چل پانے والا، بالوں والا بغیر بالوں کا، ذہین، غبی (کم عقل، کند ذہن)، ہاتھوں والا بغیر ہاتھوں کا، مرد، نامرد، مذکر، مونث، یہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت مرضی کے مطابق اس کی تخلیق ہے، اگر وہ خود نہ بتائے تو اس کی کسی بھی حکمت کو کوئی بھی کما حقہ سمجھ نہیں سکتا۔ ماں باپ محتاج، بے بس، مجبور، بے اختیار ہیں جو وہ جھولی میں ڈال دے وہی ان کے لئے مناسب ہے۔ کچھ بھی نہ ڈالے وہ بھی ان کے لئے بہتر ہے، خواہش کے مطابق ڈال دے سبحان اللہ! خواہش کے خلاف ملے الحمدللہ!) ''یھب لمن یشاء اناثا'' ...وہ جس کو چاہتا ہے (صرف) بیٹیاں دیتا ہے... کسی بھی شعبے میں نتائج کے حصول کا طے شدہ طریقہ اختیار کرنا تو انسان کے بس میں ہے مگر طے شدہ طریقہ استعمال کرتے رہنے کے بعد بھی نتائج کے ظاہر ہونے، نتائج کو اپنی خواہش کے مطابق بدلنے میں انسان بے بس ہے، یہی حال ازدواجی زندگی میں بھی ہے، میاں بیوی روز اول سے طے کیا جانے والا طریقہ ہی استعمال کرتے ہیں، لیکن ہر مرتبہ نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے۔ اس طے شدہ طریقے کے علاوہ اول تو کوئی طریقہ ہے ہی نہیں کہ اس کو استعمال کرکے مرضی کا نتیجہ حاصل کیا جاسکے اگر کوئی طریقہ ہو بھی تو بھی خواہش کے مطابق نتیجہ ناممکن۔ اگر ممکن بنا بھی لیا جائے تو صورتاً شاید ہوجائے حقیقتاً پھر بھی نہ ہوگا کہ اس سے وہ فوائد حاصل کیے جاسکیں جو قدرت کی طرف سے ملنے والی اولاد سے حاصل کیے جاسکتے

عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا: مولانا اللہ وسایا

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی فرنیچر مارکیٹ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمایا کہ دیگر اسلامی عقائد کی طرح عقیدۂ ختم نبوت کو مانے بغیر کوئی بھی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ قادیانی آئین پاکستان سے بغاوت کے مرتکب ہیں۔ قادیانیوں کی قانون شکنی کا نوٹس لے کر انہیں قانون کا پابند کیا جائے۔ مرکزی امیر متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مولانا ضیاء اللہ بخاری نے کہا کہ حکومت نے قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ فزکس کو متعصب اور جنونی قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کے نام موسوم کرنے کا آرڈر پاس کیا ہے جو قادیانیت نوازی اور مسلمان سائنس دانوں کی خدمات سے چشم پوشی کے مترادف ہے، وزیراعظم اپنا یہ حکم واپس لیں۔ مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا قاضی احمد نورانی، مولانا محمد رفیق جامی (فیصل آباد) نے کانفرنس میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ چکوال میں ہونے والے ناخوشگوار واقعہ کی فی الفور تحقیقات کروائی جائیں اور ذمہ دار شرپسند قادیانی عناصر کے خلاف بھرپور ایکشن لیا جائے تاکہ مسلمانوں میں اشتعال اور اضطراب کی کیفیت ختم کی جاسکے۔ مولانا قاری احمد میاں تھانوی، مولانا قاضی احسان احمد و دیگر اکابر علماء کرام نے کہا کہ سندھ حکومت نے قبول اسلام کے لئے عمر کی جو شرائط عائد کی ہیں وہ فوری طور پر واپس لی جائیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے تاکہ عوام الناس کو مسلم اور غیر مسلم کی پہچان میں آسانی ہو۔ یہ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی، جس میں علماء کرام، کارکنان ختم نبوت اور قرب وجوار کے ہزاروں عاشقان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور معززین شہر نے شرکت کی۔

ہیں، اس لئے اے حوا کی بیٹی (ساس)، حوا کی بچی (بہو) پر اس باب میں ظلم نہ کر اس بے بس، مجبور عورت کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تمہاری طرح اس کے پلے بھی وہی پڑتا ہے جو اس کا رب اس کے پلے ڈالتا ہے، یہ تو ڈالی جانے والی چیز کو روک بھی نہیں سکتی اور ٹل جائے تو ٹھکرا بھی نہیں سکتی، اس کا تو حمل کے دورانیے میں بھی تخلیق کے مراحل طے کرانے میں کوئی دخل نہیں ہوتا، کسی تصرف (اپنی طرف سے کچھ ڈالنے یا نکالنے) کا اختیار بھی نہیں ہوتا۔ تمہاری طرح ان کو بھی تخلیق کی جگہ (بچہ دانی) تک رسائی (پہنچ اور گزر) بھی حاصل نہیں ہوتی، پھر اس بے بس مجبور اور لاچار سے بچے کے مطالبے کی حماقت کیوں؟ بچی کی پیدائش پر کسی بھی قسم کا طعنہ کیسا؟ بچیوں کی پیدائش پر طلاق کی سزا کس قصور پر؟ ’’ویھب لمن یشاء الذکور‘‘... اور جسے چاہتا ہے (صرف) بیٹے دیتا ہے... یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اس کی حکمت وہ وہی جانتا ہے اس کے فیصلے کو نافذ ہونے سے نہ باپ روک سکتا ہے نہ ماں۔ اس کے نتیجے کو کوئی میڈیکل بورڈ بدل بھی نہیں سکتا۔ اس فیصلے میں بزرگوں کی جماعت کا کوئی فرد مداخلت (دست اندازی، تعرض) بھی نہیں کرسکتا کہ اپنی طاقت کے زور پر کوئی تبدیلی لے آئے، ہاں صرف دعا کی جاسکتی ہے جس کی حیثیت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف درخواست کی ہے جبراً کوئی کام کرانے کے حکم کی نہیں۔ وہ بہتر مناسب اور موزوں سمجھے گا تو دعا قبول کرتے ہوئے خواہش کے مطابق نتیجہ ظاہر کردے گا یا دعا کو رد کیے بغیر (یعنی دعا کرنے کے حکم پر عمل کرنے کا اجر کسی بھی صورت میں دیتے ہوئے) اپنا فیصلہ برقرار رکھے گا۔ ’’او یزوجھم ذکرانا واناثا‘‘... یا جن کو چاہے (کبھی) بیٹا اور کبھی بیٹی دے... (اس دینے میں مکمل اختیار بھی اس کو ہے کہ ترتیب کیا رکھے؟ بیٹے دیتا چلا جائے، پھر بیٹی دے، بیٹیاں دیتا چلا جائے پھر بیٹا دے دے، پہلا بیٹا ہو اور دوسری بیٹی، پہلی بیٹی ہو اور دوسرا بیٹا، اول و آخر بیٹا ہو درمیان میں بیٹیاں، اول و آخر بیٹیاں ہوں درمیان میں بیٹے، پہلے مرتبہ بیٹا پھر بیٹی کی ترتیب ہو، پہلی مرتبہ بیٹی پھر بیٹے کی ترتیب رکھے، ایک سے زائد بیٹے ایک ساتھ (جڑواں) دے دے، ایک سے زائد بیٹیاں ایک ساتھ (جڑواں) دے دے، جڑواں میں بھی بیٹا، بیٹی ایک ساتھ دے دے، چاہے تو کوئی بھی ایک دے کر برسوں یا تاحیات کچھ نہ دے، چاہے تو برسوں کچھ نہ دینے کے بعد دینا شروع فرمادے، یہ قدرت والے کے فیصلے ہیں) ’’ویجعل من یشآء عقیما‘‘... اور جسے چاہے بانجھ (بچہ پیدا ہونے کی صلاحیت نہ ہونا) بنا کر رکھ دے (نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کوئی کسر (ٹوٹ پھوٹ) ہے، نہ اس کے خزانوں میں کوئی کمی ہے۔ یہ تو ان جوڑوں کو کسی اور راستے سے نوازنا چاہتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے بندے ہیں یہ خود کو محروم نہ سمجھیں ان کے اس صبر پر انہیں اولاد سے بہتر، برتر اور افضل ملے گا۔ اولاد کی پرورش، تربیت ایک فریضہ ہی نہیں، ایک آزمائش بھی ہے جس کے بارے میں باز پرس (پوچھ گچھ) ہونی ہے تمہیں اس امتحان میں نہ ڈال کر تم پر ایک احسان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں دنیا کے دانشوروں کو یہ باور کرانا ہے کہ نتائج دینے، نہ دینے، کیا دینے، کب دینے، کس طرح (اکیلے یا جڑواں) دینے کا مکمل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، نہ اسے اس میں کسی کے مشورے کی ضرورت ہے نہ وہ اس میں کسی کی مدد چاہتا ہے نہ لیتا ہے، نہ وہ کسی کا تاثر لیتا ہے کہ اپنا فیصلہ بدل دے، نہ وہ کسی کا جبر قبول کرتا ہے، نہ وہ کسی کا پابند ہے، نہ ہی وہ کسی کی چاہت پوری کرنے پر مجبور ہے۔ وہ مختارِ کُل ہے دنیوی نظام کا ہر ہر جزو اسی کا بنایا ہوا ہے جسے وہ بغیر کسی دقت اور پریشانی کے اپنے پروگرام کے مطابق ہی روزِ اول سے چلا رہا ہے روزِ آخر تک چلاتا رہے گا۔ اولاد کا ملنا نہ اس کی رضامندی کی دلیل ہے اور نہ ملنا اس کی ناراضگی کی دلیل ہے) ’’انہ علیم قدیر‘‘... بلاشبہ وہ (ہر ہر چیز) کو جانتا ہے، (ہر ہر کام) پر قادر ہے... (اس کے علم میں کوئی کمی نہیں اسے تمہاری چاہت کا پتا ہے لیکن وہ تمہاری چاہت کے مطابق نہیں اپنی مرضی کے مطابق اس نظام کو چلا رہا ہے، اس کی قدرت، طاقت میں کوئی کمزوری نہیں وہ اسباب استعمال کرکے بھی اپنی مرضی کے نتائج دینے کی قوت رکھتا ہے وہ بغیر اسباب کے بھی اپنی مرضی کے نتائج ظاہر کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ زندگی کے نقشوں میں موت، موت کے نقشوں میں زندگی، ذلت کے نقشوں میں عزت، عزت کے نقشوں

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

میں ذلت، وہ سوئی کے ناکے (سوراخ) کو پھاٹک بنائے بغیر، اونٹ کو اپنی اصلی حالت میں رکھتے ہوئے یعنی اونٹ کو دھاگا بنائے بغیر سوئی کے ناکے میں سے اونٹ گزار دینے پر قادر ہے، لہٰذا اس نے اولاد دی ہے، صرف بیٹے دیئے ہیں، صرف بیٹیاں دی ہیں، دونوں ملا کر دیئے ہیں، علیحدہ علیحدہ (اکیلے اکیلے) دیئے ہیں یا جڑواں دیئے ہیں یا اولاد دی ہی نہیں ہے، ان تمام امور میں اس علیم وقدیر کی اپنی حکمت ہے کہ اس نے تمہارا انتخاب کس چیز کے لئے کیا ہے؟ چنانچہ اس حاکم کے فیصلے پر شاکر وصابر رہو، اس لئے کہ وہ حکیم بھی ہے وہ جانتا ہے تمہارا فائدہ کس میں ہے، وہ تمہارا فائدہ تمہیں پہنچانے کی بغیر کسی رکاوٹ کے مکمل قدرت رکھتا ہے اور یہ تو طے ہے کہ وہ ہم میں سے کسی کا نقصان نہیں چاہتا)۔

جب اولاد کی نعمت سے نوازے جاؤ:

جب اولاد ملنے کی صورت صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت ہے تو جیسے اولاد نہ دیئے جانے والے جوڑے (میاں، بیوی) اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہتے ہوئے دعا ودوا کراتے ہوئے اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو کر اپنی قسمت پر صابر رہتے ہیں، ایسے تم بھی اولاد کے ملنے کو اپنی کسی طاقت کا کرشمہ (کرامت، انوکھی بات) نہ سمجھو، اسے خالصتاً اللہ تعالیٰ کی دین سمجھتے ہوئے اولاد کو اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھو اور اس کا شکر ادا کرو (اگر اس نے بیٹی دی ہے تو وہ بھی اس کا انعام ہے اس انعام پر تیوری (نگاہ، پیشانی) چڑھانا، غصہ کرنا، غمزدہ ہونا، ناراضگی کا اظہار کرنا اس انعام کی ناشکری ہے، اس نے تو تمہیں انعام دینے کے قابل رکھا اس قابلیت ہی کو وہ واپس لے لے تو اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہو؟ اس وقت ناراضگی کا اظہار کرکے تم اس کا نہیں اپنا بگاڑ رہے ہو اور تمہارے اپنے اس بگاڑ کے ساتھ اس کی مرضی بھی شامل ہوگئی تو پھر یوں سمجھو تمہارے بگاڑ پر مہر لگ گئی، جسے تمہاری توبہ ہی ہٹوا اور مٹوا سکتی ہے۔ لہٰذا یوں سمجھو کسی بھی ٹیم کا حصہ بننے اور ٹیم میں جگہ برقرار رکھنے کے لئے کپتان کے فیصلے کو برضا ورغبت ماننا ضروری ہوتا ہے ورنہ ٹیم سے نکال دیا جاتا ہے، نیز کھیل کے میدان میں کپتان کو یہ صوابدیدی اختیار ہوتا ہے کہ کس کھلاڑی کو کس پوزیشن (جگہ) پر رکھے اور کھلاڑی کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس پوزیشن کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے انتخاب کو صحیح ثابت کرے۔ بالکل اسی طرح اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تکوینی نظام کے تحت دنیا کے تمام شعبوں میں اپنی تمام مخلوقات کی پوزیشنیں مختلف رکھی ہیں، ہر مخلوق اپنی اپنی پوزیشنوں کے مطابق ہی دنیا میں وقت گزارتے ہوئے اپنے انتخاب کو درست ثابت کرنے کی کوشش میں تاحیات لگی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ جب اپنے فضل وکرم سے بچہ، بچی دے کر میاں بیوی کے مرتبے کے ساتھ ساتھ تمہیں ماں باپ کے مرتبے پر فائز فرمادیں تو بچے، بچی کی پیدائش کے بعد تمہارا پہلا مذہبی فریضہ یہ ہے کہ نومولود (پیدا ہونے والے بچے، بچی) کے سیدھے کان میں اذان اور الٹے کان میں اقامت کہو (یہ پیدا ہونے والا بچہ اس دنیا میں آنے سے پہلے عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ کو اپنا رب ماننے کا اقرار کرچکا ہے، نیز اس کے اندر اس اقرار کے مطابق زندگی گزارنے کی صلاحیت بھی رکھی گئی ہے، لہٰذا تمہارے اوپر لازم ہے کہ اس دنیا میں آتے ہی اس کے کانوں میں اذان واقامت کے ذریعے عالم ارواح میں کئے جانے والے اس اقرار کو تازہ کراؤ (اس سے پہلے کہ اس کے کانوں میں اس اقرار کے خلاف کوئی آواز پہنچے) یہ بچے، بچی کی تربیت کا والدین کی طرف سے آغاز اور پہلا قدم ہوتا ہے۔ اس میں کامیابی کی سیڑھی (درجہ) یہ ہے کہ کسی بزرگ (نیک شخصیت) کی گود میں برکت حاصل کرنے کی نیت سے اس بچے کو رکھا جائے اور بزرگ اپنے منہ میں کھجور کا کچھ حصہ چبا کر بچے کے تالو (منہ کے اندر کی چھت) میں مل دے اور اس کے لئے دعا کرے اصطلاح میں اسے تحنیک کہتے ہیں اور تحنیک کا یہ عمل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ثابت ہے اور اسلام میں یہ ایک پسندیدہ عمل بھی ہے، جسے سنت کا درجہ حاصل ہونے کے باوجود المیہ یہ ہے کہ امت نے تقریباً چھوڑ رکھا ہے۔

ختنہ:

اگر پیدا ہونے والا بچہ ہو تو والدین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کا ختنہ (پیشاب کی نالی پر چڑھی ہوئی زائد کھال کٹوانا) کرائے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور یہودیوں اور عیسائیوں میں بھی اس کا رواج رہا ہے اور ملت

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar;
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

اسلامیہ میں بھی اس کو جاری رکھا گیا ہے، اس میں بچے کی صحت، موسم وغیرہ کا خیال رکھتے ہوئے کچھ تاخیر بھی کی جاسکتی ہے (بچی کے حوالے سے ایسا کوئی عمل نہیں ہے، البتہ بچی کے متعلق زیورات پہننے کے حوالے سے کسی بھی عمر میں ناک کان چھدوانے (سوراخ کروانے) کی اجازت ہے)۔

عقیقہ:

دنیا بھر کی تمام قوموں میں اولاد کا ملنا ایک نعمت اور خوشی کی بات سمجھا جاتا ہے اور اس نعمت کے ملنے پر خوشی کے اظہار کے مختلف طریقے بھی رائج رہے ہیں، ایسا بھی رواج دور جاہلیت میں اسلام کی آمد سے قبل عربوں میں بھی رہا ہے، اس حوالے سے عربوں کا دستور یہ تھا کہ وہ بچے/بچی کی پیدائش کے چند روز بعد اس بچے کے سر کے بال صاف کروا دیتے تھے اور کسی جانور کی قربانی کرتے تھے اور اس کا نکلنے والا خون بچے/بچی کے سر پر مل دیتے تھے۔ اسلام نے اس دستور میں کچھ اصلاحات کے ساتھ اس دستور کو جاری رکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے بتلایا کہ بچہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اور اس نعمت کا شکرانہ یہ ہے کہ جانور کی قربانی کر کے فدیہ دیا جائے، جب تک یہ شکرانہ نہ دیا جائے یوں سمجھا جائے کہ اس شکرانے یا فدیے کے عوض بچہ رہن (گروی) رہے گا۔ اسلام نے عقیقے کے عمل میں جو اصلاحات فرمائیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱:... عقیقہ پیدائش کے بعد ساتویں دن کیا جائے (اگر کسی وجہ سے ساتویں دن نہ ہو سکے تو جب بھی عقیقہ کیا جائے ساتویں دن کا خیال رکھا جائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن پیدائش ہو، اس سے پہلے والے دن عقیقہ ہو، مثلاً پیدائش جمعہ کے دن ہوئی ہو تو عقیقہ جب بھی کریں، جمعرات کے دن کریں)۔

۲:... پیدائش کے ساتویں دن بچے کے سر کے بال صاف کرا کر ان بالوں کے وزن کے برابر چاندی یا اس کی رقم صدقہ کی جائے اور ان بالوں کو زمین میں معمولی گڑھا کھود کر دبا دیا جائے۔

۳:... ساتویں دن اگر بیٹا ہو تو دو بکرے یا بکریاں ذبح کی جائیں اور بیٹی ہو تو ایک بکرا یا بکری ذبح کریں، لیکن ان کا نکلا ہوا خون بچوں کے سر پر نہ لگایا جائے خون کے بجائے کسی خوشبو کا استعمال ہو سکتا ہے (اگر مالی گنجائش نہ ہو تو بچے کی طرف سے بھی ایک بکرا یا بکری ذبح کی جاسکتی ہے، اگر بالکل گنجائش نہ ہو تو عقیقے کو ہی چھوڑ دینے میں کوئی گناہ نہیں ہے، مالی وسعت ہونے کے باوجود اگر عقیقہ نہ کیا جائے تو اس حوالے سے کوئی بازپرس نہیں ہوگی۔ اگر عیدالاضحیٰ کے دن ہوں تو قربانی کے بڑے جانوروں: گائے، بیل، اونٹ میں عقیقے کے حصے ڈالے جاسکتے ہیں)۔

(جاری ہے)

قادیانی عوام قادیانی عقائد کو جاننے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد قادیانیت سے متنفر ہو کر جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں:

مقررین کا تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس سے خطاب، کانفرنس میں ہزاروں افراد کی شرکت

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام سالانہ تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس آفتاب چوک کریم پارک راوی روڈ لاہور میں منعقد ہوئی، کانفرنس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے امت کے تمام طبقات نے بھرپور انداز میں شرکت کی، کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری اور مذہبی فریضہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جذبہ صدیقی سے سرشار ہو کر میدان عمل میں نکلنا ہوگا۔ قادیانی ایک سازش کے تحت ۱۹۷۳ء کا دستور ختم کرا کر خود کو پھر سے مسلمان تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔ حکمرانوں نے اسلام، مسلمان اور پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی سازشوں سے نہ صرف آنکھیں بند کر رکھی ہیں بلکہ ان کی سرپرستی کر رہے ہیں قوم اور حکمرانوں کو اس بات سے آگاہ رہنا چاہئے کہ قادیانی اسلام، مسلمان اور پاکستان کے لیے یہود و ہنود سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مجلس لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن، عالمی مجلس لاہور کے سرپرست مولانا محمد نعیم الدین، مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل محمدی، معروف خطیب مولانا شاہنواز فاروقی، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر رضوان نفیس، عالمی مجلس کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا محمد قاسم گجر، بھائی محمد حامد بلوچ، مولانا عبدالنعیم، قاری عبدالعزیز، قاری غلام عباس، بھائی مسلم بلوچ، بھائی محمد یونس، بھائی عبدالولی، حکیم ارشاد حسین، کاشان مرزا، نعمان ملک، حافظ ذوالفقار، مرزا عمر بیگ، رانا قیصر، ناصر ادریس، بھائی محمد وقاص، سمیت متعدد دینی و مقتدر شخصیات نے شرکت و خطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ اندرون ملک و بیرون ممالک کی کئی عدالتوں نے قادیانیت کے کفر پر مہر ثبت کر دی ہے اسرائیل اور مرزائیل دونوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے قادیانیت اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والی ہے، قادیانی فتنے کا خاتمہ قریب ہے، ایک وقت آئے گا کہ تلاش کرنے کے باوجود اس دھرتی پر ایک بھی قادیانی نہیں ملے گا۔ مولانا نعیم الدین نے کہا کہ قادیانیت کا فتنہ یورپی ممالک کا تربیت یافتہ، اسرائیل کا ایجنٹ اور صیہونی قوتوں کے مفادات کے لئے پیدا کیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا وجود ننگ انسانیت و ملت اسلامیہ کے لئے ناسور اور اسلام و ایمان کے لئے زہر قاتل ہے، مولانا عبدالماجد حقانی نے کہا کہ شہداء ختم نبوت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ہمیشہ گلشن رسالت کی آبیاری اور ناموس رسالت کے چراغ کو روشن کیا ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ قادیانی گروہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے اپنے کفر و ارتداد کو اسلام بنا کر پیش کر رہا ہے، اسلامیان پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کیلئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں۔

قانون تحفظ ناموس رسالت کا دفاع مرتے دم تک کریں گے: مولانا اللہ وسایا

جامع مسجد اقصیٰ شاہ لطیف ٹاؤن کراچی میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب

کراچی (مولانا محمد اسحاق مصطفی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے زیر انتظام ختم نبوت کانفرنس ۱۸ دسمبر بروز اتوار بعد نماز عشاء بمقام جامع مسجد اقصیٰ سیکٹر بی۔ ۷۱ شاہ لطیف ٹاؤن کراچی میں منعقد ہوئی۔

پروگرام کا آغاز قاری حبیب الرحمٰن صاحب فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی کی تلاوت سے ہوا۔ حمد و نعت رسول مقبول حافظ محمد اشفاق فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن نے پیش کی۔ پروگرام کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی دامت برکاتہم فرمارہے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔ عقیدہ مضبوط ہو تو انسان دنیا میں بھی کامیاب ہے اور آخرت میں بھی کامیاب اور اگر عقیدہ ہی خراب ہو تو انسان کا بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور ختم نبوت کا کام عقیدے کے تحفظ کا کام ہے، ایمان کی بقا کا کام ہے، اللہ پاک اپنے مقبول بندوں کو اس کام کی ذمہ داری عطا فرماتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے خطاب میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور محبت کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا دنیا اور آخرت کا سب سے بڑا اعزاز ہے اور قادیانی اس اعزاز سے محروم ہیں۔ آپ نے حکمرانوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ جس شہر نے آج کے وزیر اعظم کو پناہ دی تھی، آج وہی وزیر اعظم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے اس ملک کے تعلیمی اداروں کو ان کے نام سے منسوب کررہا ہے اور یہ سارے حربے اس ملک میں قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کے لئے کیے جارہے ہیں۔ ہم ان شاء اللہ! مرتے دم تک اس قانون کا تحفظ کریں گے۔

حضرت مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ نے اپنے خطاب میں پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح کلمہ توحید کے پہلے جزو میں کوئی نکتہ نہیں، اسی طرح دوسرے جزو میں بھی کوئی نکتہ نہیں، جب تک نبوت جاری تھی نکتوں والے آتے رہے اور جب نبوت ختم ہوگئی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہوگیا۔ مولانا نے تمام مجمع سے عہد لیا کہ ختم نبوت کے کام میں اپنے آپ کو پیش کریں، یہ کام ہر کلمہ گو مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ عشق رسول سے خود بھی سرشار ہو اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دے۔

حضرت مولانا احسن راجہ صاحب نے نقابت کے فرائض انجام دیئے۔ شرکاء میں جمعیت علماء اسلام ضلع ملیر کے امیر مولانا احسان اللہ، حضرت مولانا مفتی عبدالخالق، حضرت مولانا عبدالماجد، حضرت مولانا عبدالواجد، مفتی مبشر ابراہیم، مولانا عبدالسلام، مولانا ضیاء الرحمٰن، مولانا طارق قاسمی، مولانا عادل محمود، مولانا عبدالشکور، مولانا محمد وسیم سمیت سینکڑوں سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیات نے شرکت کی۔ پروگرام رات گئے مولانا عبدالکریم ندیم صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ ☆☆☆

قادیانیت امت مسلمہ کی فکری وحدت کے خلاف گہری سازش ہے

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ شادی پورہ لاہور کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت انعام گھر آغاز میرج ہال پاکستان منٹ جی ٹی روڈ لاہور میں منعقد ہوا۔ انعام گھر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، معروف مصنف محمد متین خالد، انجمن تاجران اعظم مارکیٹ کے صدر میاں محمد داؤد، پیر رضوان نفیس، قاری جمیل الرحمٰن اختر، قاری ظہور الحق، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، قاری عبدالعزیز، تاجر میاں محمد شفیق، میاں حاجی فریاد، میاں محمد اختر بٹ، مولانا سبحان محمود، حافظ عبداللہ سمیت اسکولز، کالجز، اکیڈمیز اور دینی مدارس کے طلباء اور علماء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ختم نبوت انعام گھر سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ایمان کی بنیاد اور مسلمانوں کی شناخت ہے۔ قادیانیت امت مسلمہ کی فکری وحدت کے خلاف گہری سازش ہے۔ اسلام اور قادیانیت کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے قادیانیت اسلام سے متوازی ایک فتنہ ہے تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے دفاع کے لیے امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر اور امت کے تمام طبقات نے ہمیشہ اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کیا ہے قادیانیت کو نظر انداز کرنا امت مسلمہ کی سنگین غلطی ہوگی۔ قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کے ایجنٹ کا کردار ادا کررہے ہیں۔ قادیانیت انگریز کا لگایا ہوا پودا ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ قادیانی اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں کے ایجنٹ کا کردار ادا کررہے ہیں۔ قادیانی اسلام کے باغی اور پاکستان کے غدار ہیں۔ قادیانیوں کے عقائد و نظریات کفریہ ہیں۔ مولانا خالد محمود نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کے بغیر دعویٰ ایمان نامکمل ہے۔ ختم نبوت کے باغیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ختم نبوت انعام گھر میں آسان سوالات کے درست جوابات دینے والوں کو قیمتی انعامات سے نوازا گیا متین خالد نے احسن انداز میں کمپیرنگ کی اور سامعین کو خوب محظوظ کیا۔

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس، میٹرودول

میٹرودول (سعید مشتاق احمد شاہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ میٹرودول کے زیر اہتمام سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منعقد کی گئی جس کی تیاری کے لئے علاقے کے علماء کرام اور کارکنان کا اجلاس طلب کیا گیا۔ اجلاس جامع مسجد قبا میٹرودول نمبر۵ میں ہوا، جامعہ بنوریہ العالمیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عزیز الرحمٰن و مدرسہ اشرفیہ امدادیہ میٹرودول کے مہتمم مفتی عبدالجبار کی سرپرستی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کی زیر صدارت ہوا، جس میں علاقے کے علماء وائمہ مساجد کی بھرپور شرکت کی۔ کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے شرکاء اجلاس کی کمیٹیاں بنا کر کانفرنس کی تیاری کی درخواست کی۔

کانفرنس کا باقاعدہ آغاز طیبہ پارک نزد طیبہ مسجد میٹرودول نمبر۳ میں قاری حبیب الرحمٰن ماکی کی تلاوت سے ہوا، حافظ عثمان شاکر نے نعت رسول مقبول پیش کی، بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول سے متعلق سیر حاصل تفصیلات بتائیں اور کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مہدی ہونے کا دعویٰ سراسر جھوٹ وفریب اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ سراسر کفر ہے۔

کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ نے فرمایا کہ سیرت کا بیان باعث رحمت و برکت ہے، اس لئے یہ سیرت کانفرنس بھی علاقہ مکینوں کے لئے باعث برکت و رحمت ہوگی۔ نیز فرمایا کہ عقیدے کا مسئلہ بنیادی مسئلہ ہے، پہاڑوں کے برابر اعمال کرنے والا وہ شخص جس کا عقیدہ درست نہ ہو اس کے سب نیک اعمال مردود ہیں جبکہ عقیدہ درست ہونے کے بعد اعمال میں کمزوری پر معافی کی امید ہے اور ختم نبوت کا مسئلہ بھی عقائد کے ضمن میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مجمع کے دلوں کو گرمانے کے لئے جناب حافظ محمود خاطر نے نعتیہ کلام پیش کیا اس کے بعد شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تفصیلی گفتگو فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے ملک کے اندر کہوٹہ میں ایٹمی قوت بننے کے لئے ایک لیبارٹری کام کر رہی تھی جس کے سربراہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان تھے اور قائد اعظم یونیورسٹی میں ایک خود مختار ادارہ جو یونیورسٹی کے ماتحت نہیں تھا، گورنمنٹ نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو فنڈ دیا کہ آپ یہاں فزکس کا شعبہ قائم کریں، ادھر نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام اتنا سکہ بند جنونی اور متعصب قادیانی تھا کہ اس نے فزکس کے ادارے کو بند کیا، پیسے واپس دیئے اور پاکستان سے یہ کہہ کر باہر چلا گیا کہ اس لعنتی ملک میں نہیں رہنا چاہتا جس میں ہمیں کافر قرار دیا ہے۔ اس کے یہ الفاظ ریکارڈ کا حصہ ہیں، پھر گورنمنٹ نے ڈاکٹر ریاض الدین کو جو فزکس کے پروفیسر تھے، فنڈز دے کر یہ ادارہ قائم کروایا۔ آج چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ گزرنے کے بعد ۵/دسمبر ۲۰۱۶ء کو آرڈر جاری ہوا کہ فزکس کے شعبے کو ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے موسوم کیا جائے، جبکہ ہم بحیثیت مسلمان اس فیصلے کو قطعاً ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین کی بنیاد ہے، اگر یہ عقیدہ محفوظ نہیں تو کل دین کا محل نقب اور دراڑوں کا شکار ہو جاتا ہے، لہٰذا ہم جان تو دے دیں گے لیکن آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی نہیں کریں گے۔ سانپ اور بچھو سے دوستی ہو سکتی ہے، نبی علیہ السلام کے دشمن سے صلح نہیں ہو سکتی۔

آخر میں کانفرنس کے مہمان خصوصی خطیب اسلام حضرت مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ نے خطاب میں فرمایا کہ آپ علیہ السلام ایسے عدل وانصاف کے پیکر تھے کہ دودھ پینے کے زمانے میں دائی حلیمہ نے آپ علیہ السلام کو اس پستان سے دودھ پلانا چاہا جس سے ان کا حقیقی بیٹا دودھ پیتا تھا، آپ علیہ السلام نے منہ موڑ کر گویا یہ اعلان کر دیا کہ میں انصاف دلانے آیا ہوں، دوسروں کا حق لینے نہیں آیا۔ آپ علیہ السلام نے پوری زندگی کبھی جھوٹ نہیں بولا، جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی نے زندگی بھر کبھی سچ نہیں بولا۔

کانفرنس میں علاقے کی دینی، سیاسی شخصیات نے بھی شرکت کی جن میں مجلس احرار اسلام صوبہ سندھ کے امیر مفتی عطاء الرحمٰن محمود قریشی، مولانا شفیق الرحمٰن ہزاروی، مولانا محمد عظیم، مولانا نذیر کاغانی، مولانا نثار، پی پی کے راہنما علی احمد، علاقے کے چیئرمین عبدالصمد، سر عبدالمجید کیانی، سر جمیل، سر نصیب ودیگر شامل ہیں جبکہ مولانا عبداللہ جعفرزئی، مولانا عطاء اللہ خراسانی، مولانا فیض ربانی، مولانا شعیب، مولانا محمد، مولانا ابراہیم حسین عابدی، مولانا سجاد حسن، مولانا مدثر، مولانا رضوان، قاری عبدالوہاب ودیگر نے میزبانی کے فرائض انجام دیئے۔ راقم نے سب کا شکریہ ادا کیا اور دعا پر کانفرنس کا اختتام ہوا۔ ☆☆

مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

(۱۸)

حافظ عبید اللہ

مرزا غلام احمد کا صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ (۱۹۰۰ء)

۱۹۰۰ء میں مرزا قادیانی نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا، چنانچہ اس نے یہ تحریر لکھی:

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔" (اربعین نمبر۴، روحانی خزائن:۱۷، ص: ۴۳۵)

جماعت مرزائیہ کا کہنا ہے کہ مرزا قادیانی نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور یہ اس پر ایک الزام ہے اس لئے ہم ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں، مرزا قادیانی کی ایک کتاب ہے "تریاق القلوب" جو پہلی بار ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی، لیکن جماعت مرزائیہ کا اور خاص طور پر مرزا کے بیٹے مرزا محمود کا اصرار ہے کہ یہ کتاب جنوری ۱۹۰۰ء تک لکھی جا چکی تھی (حقیقۃ النبوۃ، انوار العلوم، جلد۲، ص:۳۶۵)، اس کتاب میں مرزا قادیانی نے ایک تحریر لکھی تھی:

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔" (تریاق القلوب، روحانی خزائن:۱۵، ص:۴۳۲ حاشیہ)

مرزا کے اس من گھڑت "نکتہ" سے معلوم ہوا کہ اس کے نزدیک صرف اس نبی کا انکار کرنا کفر ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لاتا ہے، اور جو نبی اپنی نئی شریعت یا کوئی نیا حکم نہ لائیں بلکہ کسی پرانی شریعت کے تابع ہوں ان کا انکار کفر نہیں (یہ سراسر غلط ہے، اللہ کے کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے) لیکن ہم مرزا قادیانی کی اس بات کو فرض کرتے ہوئے آگے چلتے ہیں، مارچ ۱۹۰۶ء میں مرزا قادیانی کے بقول اس کے خدا نے اسے یہ الہام کیا تھا:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔" (تذکرہ، ص:۵۱۹، چوتھا ایڈیشن)

پہلے مرزا نے یہ "نکتہ" ایجاد کیا کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں، اور پھر ۱۹۰۶ء میں وہ اپنے خدا کا یہ الہام سناتا ہے کہ جس نے میری دعوت قبول نہیں کی وہ مسلمان نہیں ہے، یعنی اس نے اپنے آپ کو ان نبیوں میں شامل کرلیا جو شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔

اور مرزا قادیانی کے بیٹے اور دوسرے قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے اپنا عقیدہ یوں لکھا:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔" (آئینہ صداقت، انوار العلوم، ج:۶، ص:۱۱۰)

اسی طرح مرزا قادیانی نے ۱۹۰۲ء میں اپنی کتاب "نزول المسیح" کا ضمیمہ بنام "اعجاز احمدی" لکھا، اس میں اس نے یہ دعویٰ کیا:

"......اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ......" (اعجاز احمدی، روحانی خزائن:۱۹، ص:۱۱۳، نیز دیکھیں سراج منیر، روحانی خزائن:۱۲، ص:۴۳)

دوستو! یہ الفاظ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہماری معلومات کے مطابق قرآن کریم کی تین آیات میں آئے ہیں (سورۃ التوبہ: آیت ۳۲، سورۃ الفتح: آیت ۲۸ اور سورۃ الصف، آیت:۹) اور ان کا ترجمہ ہم مرزا قادیانی کے اپنے بیٹے اور دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی (نام نہاد) تفسیر صغیر سے نقل کرتے ہیں:

"وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ تمام دینوں پر اس کو غالب کردے۔" (تفسیر صغیر، ص:۶۸۱، ۶۸۲)

ان آیات میں ایک ایسے رسول کی بعثت کا ذکر ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت اور ایک سچا دین لے کر آئے اور "ارسل" ماضی کا صیغہ لا کر یہ بیان فرمادیا گیا کہ اس آیت کے نزول کے وقت وہ رسول بھیجا جاچکا تھا (یعنی حضرت محمد) لیکن مرزا قادیانی لکھ رہا ہے کہ ان آیات کا مصداق میں ہوں، اس طرح وہ یہ دعویٰ کررہا ہے کہ اسے بھی ایک نیا دین دے کر بھیجا گیا ہے۔

مرزا کا خاتم النبیین (یعنی آخری نبی) ہونے کا دعویٰ:

جیسا کہ خاتم النبیین کی بحث میں گذرا، مرزا غلام احمد نے آخری نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن:۱۹، ص:۶۱)

"چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر بایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں اور سب سے آخر ہوں۔"

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن:۲۰، ص:۳۵)

ایک جگہ مرزا اپنی یہ منطق پیش کر رہا ہے کہ کسی بھی سلسلہ انبیاء کا سب سے پہلا اور سب سے آخری نبی قتل نہیں ہوسکتا، آخری نبی کی مثال پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"......دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں جیسا کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز۔" (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن:۲۰، ص:۷۰)

عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے مسیح اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہونے کا دعویٰ

"وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے جتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن:۲۰، ص:۲۲۸)

کرشن نبی، رُدّر گوپال اور آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ

"چنانچہ ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جسکو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن:۲۲، صفحات:۵۲۱،۵۲۲)

نوٹ: ہندوستان میں کرشن نام کے کسی نبی کا تذکرہ قرآن وحدیث میں کہیں نہیں۔

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

"خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔" (تذکرہ، ص:۲۸، چوتھا ایڈیشن)

مالک "کن فیکون" ہونے کا دعویٰ

"انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون۔ تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہوجاتی ہے۔"

(تذکرہ، چوتھا ایڈیشن)

مرزا قادیانی کا واحد سچا دعویٰ

دوستو! اس کے علاوہ بھی بے شمار دعوے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے کیے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے تمام دعووں میں جھوٹا تھا،، ہاں ایک دعویٰ مرزا قادیانی نے ایسا بھی کیا جو سو فیصد سچا تھا وہ کیا دعویٰ ہے، آیئے پڑھتے ہیں:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن:۲۱، ص:۱۲۷)

مرزا قادیانی کے اس شعر کا مطلب ہے کہ میں زمین کا کیڑا ہوں، میں آدم کی اولاد اور انسان نہیں بلکہ انسانیت کی نفرت کی جگہ اور انسانوں کی عار ہوں۔

ایک قادیانی فریب

مرزا قادیانی کے اس شعر کے بارے میں اس کے پیروکار کہتے ہیں کہ ہمارے حضرت جی نے یہ بات صرف عاجزی اور تواضع کے اظہار کے طور پر کہی ہے، اور پھر وہ موجودہ بائبل کے حوالے سے یہ کہتے ہیں کہ حضرت داود علیہ السلام نے بھی اپنے آپ کو کیڑا کہا تھا، لہٰذا ان پر بھی اعتراض کرو، نیز بعض تفاسیر کے حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ سے دعا فرماتے ہوئے اپنے بارے میں فرمایا تھا کہ "الٰھی انا عبد ذلیل" اے میرے معبود میں تو ایک ذلیل بندہ ہوں، تو کیا نعوذ باللہ حضرت ایوب علیہ السلام ذلیل تھے؟

جواب

یہ کیسی عاجزی ہے جس میں اپنے انسان اور آدم زاد ہونے کا ہی انکار کیا جارہا ہے؟ کیا اللہ کے کسی نبی نے بھی یوں عاجزی کا اظہار کیا ہے کہ میں بنی آدم نہیں بلکہ انسانیت کے لئے عار اور اس کی جائے نفرت ہوں؟، اگر یہ عاجزی ہے تو یہ شعر مرزا قادیانی کی مخدوش دماغی حالت کا آئینہ دار ہے، رہی بات حضرت داود علیہ السلام کے اپنے آپ کو کیڑا کہنے کی، تو تحریف شدہ بائبل کے حوالے دے کر اللہ کے نبیوں کی توہین کرنا مرزائیوں کے لئے تو قابل قبول ہوسکتا ہے مسلمانوں کے لئے نہیں، بلکہ موجودہ بائبل کے بارے میں مرزا نے بھی صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک ردّی کی طرح ہوچکی تھیں اور بہت جھوٹ اُن کے

اندر ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف ومبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں۔"
(چشمہ معرفت، روحانی خزائن:۲۳،ص:۲۶۶)

اور اپنی اسی کتاب میں پہلے مرزا قادیانی یہ بھی لکھ چکا تھا کہ:

"ظاہر ہے جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا۔"
(چشمہ معرفت، روحانی خزائن:۲۳،ص:۲۳۱)

لہٰذا جب خود مرزا قادیانی اقرار کر رہا ہے کہ موجودہ بائبل کی کتابوں میں بہت سے جھوٹ ملائے گئے گئے اور یہ تحریف شدہ ہیں تو پھر اس سے انبیاء کی توہین پر مبنی حوالے پیش کرنا چہ معنی دارد؟ نیز بائبل میں بھی یہ کہیں نہیں ملے گا کہ اللہ کے کسی نبی نے یہ کہا ہو کہ میں اولاد آدم میں سے نہیں ہوں اور بشر کی جائے نفرت اور انسانیت کی عار ہوں۔ پھر ہم نے بارہا مرزا قادیانی کے پیروکاروں سے یہ سوال کیا ہے کہ بشر کی جائے نفرت کون سی جگہ ہے؟ لیکن اس کا جواب ہمیں آج تک نہیں ملا۔

رہی بات اس روایت کی جس میں حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف لفظ "ذلیل" منسوب کیا گیا ہے تو پہلی بات یہ کہ یہ روایت غیر مستند اور اسرائیلیات میں سے ہے، اگر اسے صحیح بھی قبول کیا جائے تو لفظ "ذلیل" جس معنی میں اردو میں استعمال کیا جاتا ہے عربی میں اس کا وہ معنی نہیں ہے، یہاں قادیانی مربی یہی دھوکہ دیتے ہیں، عربی زبان میں "ذلیل" کے معانی عاجز، نرم، رحم کرنے والا اور کمزور وغیرہ بہت سے آتے ہیں (دیکھیں: لسان العرب، باب الذال المعجمۃ، اور تاج العروس، مادہ ذل) قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کا ذکر کرتے ہوئے مؤمنین سے فرمایا ﴿ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ﴾ اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر میں جب تم کمزور اور ناتواں تھے۔ (آل عمران:۱۲۳) اس آیت میں "اذلۃ" جمع ہے "ذلیل" کی لیکن اس کا معنی کمزور ہے نہ کہ وہ جو اردو میں سمجھا جاتا ہے، خود مرزا قادیانی نے "تذلل" کا معنی "عاجزی" کیا ہے، چنانچہ اس نے لکھا:

"واحضروا اللہ من التذلل" اور پھر اس کا ترجمہ یوں کیا "اور خدا کے سامنے عاجزی سے حاضر ہو جاؤ۔" (خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن:۱۶، ص:۱۸۷)

لہٰذا حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف اس دعا کی نسبت اگر صحیح بھی ہو تو اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے اللہ میں ایک عاجز اور کمزور بندہ ہوں۔"

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
133 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

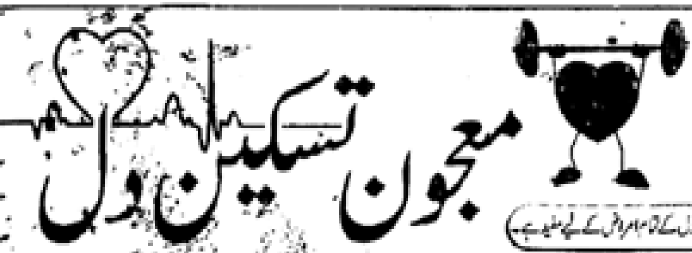
معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کا پرشکوہ ماڈل
آیئے.... اس زیر تعمیر منصوبہ کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیجئے
0331-2012341, 0302-6961841